تسهيل التسهيل

في التجويد

مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

جمعیۃ المعارف الاسلامیہ لکھنؤ

نام کتاب : تسہیل التسہیل في التجوید

مرتب : مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

صفحات : ۸۰

تعداد : ۱۰۰۰

ناشر : جمعیۃ المعارف الاسلامیہ، لکھنؤ

کمپوزنگ : مشہود انٹر پرائزز، ندوہ روڈ، لکھنؤ

موبائل: 9839133588

Rs. 50/-

ملنے کا پتہ

مکتبہ ندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

احسان بک ڈپو، ندوہ روڈ، لکھنؤ

پاریکھ بک ڈپو، ندوہ روڈ، لکھنؤ، موبائل: 9839456786

Printed at : Mashhud Enterprises Lko. Mobile : 7007320007, 9839133588

فہرست

۱	مقدمہ	۵
۲	تقریظ	۷
۳	پہلا سبق	۸
۴	دوسرا سبق	۱۲
۵	تیسرا سبق	۱۵
۶	چوتھا سبق (لاموں کا بیان)	۱۹
۷	پانچواں سبق (نون ساکنہ اور تنوین میں اظہار کا بیان)	۲۲
۸	چھٹا سبق (نون ساکنہ اور تنوین میں ادغام کی بحث)	۲۵
۹	ساتواں سبق (قواعد نون ساکن وتنوین)	۳۰
۱۰	آٹھواں سبق (قواعد میم ساکنہ)	۳۴
۱۱	نواں سبق (مد اور اس کی قسمیں-۱)	۳۹
۱۲	دسواں سبق (مد اور اس کی قسمیں-۲)	۴۲
۱۳	گیارہواں سبق (مخارج حروف-۱)	۴۵
۱۴	بارہواں سبق (مخارج حروف-۲)	۴۸

۱۵	تیرہواں سبق (صفات حروف-۱)	۵۱
۱۶	چودہواں سبق (صفات حروف-۲)	۵۵
۱۷	پندرہواں سبق (ادغام متماثلین ومتجانسین ومتقاربین)	۵۸
۱۸	سولہواں سبق (نورانی حروف)	۶۱
۱۹	سترہواں سبق (پُر اور باریک)	۶۴
۲۰	اٹھارہواں سبق (وقف اور ابتداء-۱)	۶۷
۲۱	انیسواں سبق (وقف اور ابتداء-۲)	۷۰
۲۲	بیسواں سبق (تکبیر اور ختم قرآن)	۷۴
۲۳	اکیسواں سبق (قرأت سبعہ اور عشرہ اور ان کے روات)	۷۷
۲۴	خاتمہ	۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تسہیل التسہیل فی التجوید

پیش نظر کتاب مبتدی طلباء کی رعایت کرتے ہوئے مسائل تجوید کو آسان تر انداز میں مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بہت دنوں سے یہ خواہش تھی کہ ایسی کتاب جو حضرت قاری صدیق صاحبؒ کی کتاب تسہیل التجوید کا وصف لئے ہوئے ہو، اور آسان ہو اردو زبان میں تحریر کی جائے۔ حضرت مولانا قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے بھی سبقاً سبقاً تسہیل التجوید پڑھی ہے، اور عالیہ فرقانیہ سے روایت حفصؒ میں سند بھی حاصل کی ہے۔ ہمارے استاذ قاری وسیم صاحب دامت برکاتہم تھے۔ جو لکھنؤ اور خصوصاً مدرسہ عالیہ فرقانیہ کے مایہ ناز قاری اور استاد تھے، ان سے قرأت پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ (قاری صاحب مدظلہ نے الگ اپنا ایک ادارہ لکھنؤ میں ہی قائم کیا ہے جس میں یہ خدمت انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے)۔

حضرت مولانا عبداللہ عباس رحمۃ اللہ علیہ نے بہت دنوں پہلے مسائل تجوید پر مشتمل عربی میں ایک کتاب دی، جس کو سامنے رکھ کر اردو زبان میں ان مسائل کو مرتب کیا گیا تھا۔ پندرہ سال پہلے یہ خدمات انجام دی گئی تھی، بعدہٗ یہ کام پڑا رہا، بلکہ طاق نسیاں کی نذر رہا، اسی اثناء میں وہ کتاب بھی غائب ہوگئی، اس کا نام بھی یاد نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف اور حضرت مولانا عبداللہ عباس رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا اجر وثواب عطا فرمائے کہ انہیں کی تحریک سے یہ کتاب معرض وجود میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور استفادہ کی توفیق سے نوازے۔ آمین

خاکسار

(حافظ قاری مولانا) محمد خالد ندوی غازی پوری

استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۴۳۹/۲/۲۵ھ

۲۰۱۷/۱۱/۱۵ء

تقریظ

احقر کو استاذ محترم حضرت مولانا محمد خالد ندوی دامت برکاتہم نے بغرض ملاقات حاضر ہونے پر اچانک یہ کتاب نظر ثانی کے لئے دی۔ الحمدللہ کتاب ہذا کو تشریحی انداز سے لکھا گیا ہے۔ یعنی تحریراً قواعد تجوید کو سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے احقر کی معلومات میں اضافہ ہوا اور خاص اصطلاحات بھی سمجھ میں آئیں۔ اس کتاب کو سنجیدگی سے پڑھا جائے تو قرأت وتجوید کے اعتبار سے کافی فائدہ ہوسکتا ہے۔

تجوید پر کتابیں تو بہت لکھی جاچکی ہیں لیکن زیر نظر کتاب عوام کے ذہن وفہم کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔

استاذ محترم کے علم تجوید وقرأت کے ذوق وشوق کو سمجھنے کا بھی موقع ملا، احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں اور دلوں میں پہونچائے۔ (آمین)

بندہ

قاری عشرہ

سید یحییٰ قادری ندوی

(ڈپٹی انجینئر)

نائب صدر دار القرأت کلیمیہ اورنگ آباد، مہاراشٹرا

پہلا سبق

قرآن پاک اللہ تبارک وتعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں آخری کتاب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْن﴾ بیشک ہم نے ذکر (قرآن پاک) کو نازل کیا ہے اور ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں'' قرآن پاک کی جامعیت اور اس کے نازل کرنے کی غرض وغایت کو یوں بیان فرمایا گیا ہے، ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْن﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی حدیث میں قرآن پاک کی جامعیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ''وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے، جس میں ماضی میں گذری ہوئی قوموں کا حال اور مستقبل میں پیش آنے والی بہت سی خبریں ہیں، وہ تمہارے درمیان حاکم ہے، وہ قطعی اور فیصلہ کن کلام ہے لچر اور غیر سنجیدہ بات نہیں ہے''۔ جو شخص کلام الٰہی کو کسی جابر وظالم کے خوف سے چھوڑ دے اللہ اسے توڑ کر رکھ دیگا، اور جو شخص قرآن پاک کے بجائے کہیں اور سے ہدایت کا طالب ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے گمراہ کردیگا، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، اس کا روشن وتابناک نور ہے، دانشمندانہ نصیحت ہے، وہ سیدھا راستہ ہے۔

۱۔ نہ صرف علماء قرآن پاک سے آسودہ ہوتے ہیں نہ اتقیاء اسے اکتا کر چھوڑتے ہیں، بکثرت استعمال سے اس کی افادیت نہ فرسودہ ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے عجائبات کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، یہ ایسا کلام ہے کہ جب جنوں نے حضور ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا تو کہہ پڑے، ﴿''اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا'' بیشک ہم نے عجیب وغریب قرآن پاک سنا ہے﴾

جواس کے علم کا حامل ہوگا وہ سبقت کرنے والا ہوگا۔ جواس کے بموجب گفتگو کریگا وہ راست گو ہوگا، اور جواس کی روشنی میں فیصلہ کرے گا وہ عادل کہلائے گا، اور جواس کے حکم پر عمل کرے گا وہ اجر پائے گا اور جواس کی طرف دعوت دے گا وہ راہ مستقیم کی طرف دعوت دینے والا ہوگا۔

۲-قرآن پاک اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے الفاظ ومعانی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا ہے اسکی تلاوت کرنا عبادت ہے، چیلنج کے باوجود اس جیسا کلام پیش نہ کیا جانا معجزہ الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔

۳-قرآن پاک اللہ تبارک وتعالیٰ کے ابدی اور لازوال پیغام کی بنیاد ہے، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس عظیم امانت کا سرچشمہ ہے، جوانسانیت کی سرخروئی کے لئے مسلمانوں کے حوالہ کی گئی ہے، وہ پیغام ہدایت ہے، رحمت ایزدی کا سرچشمہ ہے، عدل وانصاف و حریت وآزادی کا پیغامبر ہے، الغرض قرآن پاک نے لوگوں کو کفر وضلالت کی تیرگی سے نکال کر اسلام کے نور ہدایت سے روشناس کیا ہے، بندوں کی بندگی سے نکال کر خالق کائنات کی بندگی میں داخل کیا ہے، مذاہب وادیان کی ستم رانیوں سے اسلام کی عدالت کی دہلیز پر لاکھڑا کیا ہے اور دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت کی طرف دعوت دی ہے۔

۴-بے شک یہ قرآن ایک دہکتا ہوا شعلہ ہے، ایک درخشاں مشعل ہے، جس کو عربوں نے اپنے محدود جزیرہ سے نکال کر دنیا کے وسیع وعریض خطوں تک اسے پہونچایا ہے، لہٰذا ان پر یہ قول صادق آیا کہ وہ بہترین امت ہیں جو لوگوں کی ہدایت کے لئے ظاہر کی گئی۔

عربوں نے مشرق ومغرب میں اس نور کو عام کردیا، زمین کا ہر حصہ بقعہ نور بن گیا اور اس کی تیرگی کافور ہوگئی۔

۵-پہلے مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ جب قرآن پاک کی کوئی آیت حاصل کرتے تو

اسے پیغام ربانی اور فرمان الٰہی خیال کرتے تھے، بڑی عظمت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے، آیات میں تدبر کرتے اور کامل شکل میں اس کو اپنی زندگی میں نافذ کرتے۔

۶-قرآن پاک کی حامل اس امت پر پھر ایسا بھی دور آیا جب آزمائش درآزمائش کا سلسلہ شروع ہوا، اس کے باوجود قرآن پاک سینوں میں محفوظ رہا، اقوال واعمال میں اس کے اثرات نمایاں تھے، اس کی تعمیر بلند وبالا، اس کا جھنڈا اونچا، اس کی حکومت غالب اس کی دلیل قوی تھی، اس کی مضبوط ضرب سے چٹان جیسی صلابت رکھنے والی اشیاء بھی پارہ پارہ ہو جاتیں، بے اعتدالیوں کے تانے بانے ٹوٹ جاتے، اور فریب آگیں نکتہ سنجیوں کا محل چکنا چور ہو جاتا۔

۷-آج ہم موجودہ زمانہ میں قرآن پاک پر سخت قسم کی یلغار کا سامنا کر رہے ہیں، ان حملوں میں ہر قسم کے جدید وسائل کام میں لائے گئے ہیں، جس کا مقصد صرف مسلمانوں کو ان کی عزت تاجوری کے سرچشمۂ شرف وکرامت کی مضبوط دہلیز اور تاریخی مقام ومرتبہ سے دور کر دینا ہے۔

۸-لہٰذا آج ہمیں کتنی ضرورت ہے کہ ہم اپنے دین کی طرف پلٹیں، قرآن پاک کو مضبوطی سے تھام لیں، سنت نبوی سے تمسک کریں، تاکہ گوہر گم گشتہ کی بازیابی ہو سکے۔

۹- ہمارے نوجوان، بوڑھے، خواتین، بچے اور بچیوں پر لازم ہے کہ وہ رات ودن میں جب بھی فرصت پائیں قرآن پاک کی تلاوت سے غافل نہ ہوں، اور قرآن پاک کی طرف حتی الوسع دعوت بھی دیتے رہیں۔

۱۰- آج ہمیں ضرورت ہے کہ قرآن پاک ہمارے دلوں میں راسخ ہو، اور ہمارے بازو مضبوط ہوں، تاکہ ہم اپنے مقدس مقامات کو اسلام وقرآن کے باغیوں سے پاک و صاف کر سکیں۔

۱۱-ہمیں اس کی بھی ضرورت ہے کہ ایسی نسل تیار کریں جو صحت کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اس کے شرعی احکام پر عمل کرے، اس کے حلال و حرام کو سمجھے اور اختیار کرے جس طرح ہمارے اسلاف عمل کے ساتھ دنیا کے تاجدار اور تاریخ کے نامور فرزند قرار پائے تھے۔

خلاصہ

قرآن کریم معجزانہ کلام ہے، اللہ کی طرف سے اس کے نبی ﷺ پر اپنے لفظ و معنی کے ساتھ حضرت جبرئیلؑ کے واسطہ سے نازل ہوا، ہم تک تواتر کے ساتھ پہونچا ہے اس کی تلاوت عبادت ہے۔

مشق

۱-سبق کے شروع میں درج کردہ آیتیں کس سورۃ کی ہیں اور ان کا نمبر کیا ہے؟

۲- مذکورہ حدیث کے پانچ جملہ ایسے لکھو جس سے قرآن پاک کی فضیلت ثابت ہوتی ہو؟

۳-امت مسلمہ کا افتخار کس چیز پر منحصر ہے؟

تاکید: قرآن پاک پڑھا کرو کیونکہ قرآن پاک اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش ہوگا۔(حدیث شریف)

دوسرا سبق

ارشادِ ربانی ہے ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ اور قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔
﴿وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾ اور ہم نے قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
(إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ الْقُرْآنَ كَمَا أُنْزِلَ) بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے کہ قرآن پاک کو اس طرح پڑھا جائے جس طرح اس کو اتارا گیا ہے۔

۱- لہٰذا کتنی عمدہ بات ہوگی کہ قرآن پاک کی ہم اس طرح تلاوت کریں جس طرح ہمارے حضور سیدنا محمد ﷺ پر اسے اتارا گیا ہے، اور جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پڑھ کر سنایا ہے، ٹھہر ٹھہر کر پوری سنجیدگی اور متانت کے ساتھ، اور ہر لفظ کی ادائیگی میں مد، غنہ، اظہار وادغام تفخیم و ترقیق کی پوری رعایت فرماتے ہوئے۔

۲- کسی مسلمان کے لئے یہ کتنی بری بات ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے اس سے اعراض کرے جب کہ قرآن پاک اس کے رب کی کتاب اور اس کے لئے دستور حیات ہے وہ اتنا غافل ہو کہ اس کو پڑھنے کی بھی فکر نہ کرے، اگر کبھی تلاوت بھی کرے تو بس بغیر کچھ سوچے سمجھے، بے رغبتی کے ساتھ تلاوت کرے، ایسا محسوس ہو کہ کوئی اجنبی زبان پڑھ رہا ہے جس سے اس کا کوئی جذباتی لگاؤ نہیں ہے۔

۳- ہمارے اسلاف جب تلاوت فرماتے تھے تو اپنی خوش سلیقگی، عربی زبان سے

والہانہ شیفتگی کی وجہ سے قرآن پاک اس طرح پڑھتے جس کی حلاوت سننے والوں کے دل ودماغ میں رس گھولتی تھی، ایسا محسوس ہوتا کہ قرآن پاک کا نزول ہورہا ہے، قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام اس طرح کیا جاتا رہا، لیکن بعد کی صدیوں میں جب اہل عجم کا اختلاط ہوا اور مشرق ومغرب کے رہنے والے دین اسلام میں داخل ہوئے تو قرآن پاک کی تلاوت کے لئے کچھ قواعد وضوابط مرتب کئے گئے۔ تاکہ قرآن پاک کی صحیح طور پر تلاوت کی جاسکے، اور کتاب الٰہی کی حفاظت کا سامان ہوسکے۔ ہر قسم کے لحن وخطا سے تحفظ ہوسکے۔

۴- قرآن پاک کو صحت کے ساتھ پڑھنا ہر قاری پر فرض ہے، البتہ اس کے مبسوط قواعد وضوابط سے واقفیت فرض کفایہ ہے۔

علامہ ابن جزریؒ نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

اَلْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ   مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمٌ

لِأَنَّهٗ بِهٖ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا   وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

ترجمہ: تجوید سے قرآن پاک کا پڑھنا لازم وضروری ہے۔ جو شخص تجوید کے بغیر قرآن پاک کی تلاوت کرے وہ گنہگار ہوگا، اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجوید کے ساتھ قرآن پاک کو نازل کیا ہے، اور اسی انداز میں وہ ہم تک پہنچا ہے۔

تلاوت کی تین قسمیں ہیں

۱- ترتیل: اطمینان وسکون اور سنجیدگی کے ساتھ، مخارج وصفات کی پوری رعایت کرتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

۲- حدر: مخارج وصفات کی رعایت کرتے ہوئے رواں تلاوت کرنا۔

۳- تدویر: نہ بہت تیز اور نہ ہی آہستہ بلکہ بین بین تلاوت کرنا۔

فائدہ: مذکورہ اسلوب کی رعایت کرتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت سے قرآن

پاک کے معانی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، جب کہ قواعد کی عدم رعایت کے ساتھ تلاوت سے نہ قاری کو کچھ سمجھ میں آتا ہے اور نہ سامع ہی محظوظ ہو سکتے ہیں۔

خلاصۂ درس

۱- تجوید سے پوری طرح واقفیت فرض کفایہ ہے، اگر کسی جگہ کوئی اس فن کا ماہر ہے تو دوسرے لوگ گنہگار ہونے سے بچ جائیں گے، تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت نماز کی حد تک فرض عین ہے، نماز کے علاوہ تجوید سے تلاوت کرنا واجب العین ہے۔ (متفق علیہ) ہر قاری پر لازم ہے۔ لہٰذا فن تجوید (اس اعتبار سے کہ اس کا تعلق کتاب الٰہی کے نطق سے براہ راست ہے)، اہم علم ہے جس کا سیکھنا لازم ہے۔

۲- تلاوت کے تین طریقے ہیں

۱- ترتیل، ۲- حدر، ۳- تدویر

مشق

۱۔ فن تجوید سیکھنے کا حکم کیا ہے؟

۲- تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کا حکم کیا ہے؟

۳- تجوید کو اہم علوم میں کیوں شمار کیا گیا ہے؟

۴- تلاوت کے کتنے طریقے ہیں؟

تاکید: قرآن پاک کی تلاوت تجوید کے ساتھ کیا کرو، قرآن پاک کے مفہوم کو سمجھنے میں اس سے مدد ملتی ہے۔

تیسرا سبق

ارشادِ ربانی ہے: ﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم﴾، ﴿وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾.

ترجمہ: جب تم قرآن پاک کی تلاوت کرو تو اللہ کی پناہ چاہو شیطان مردود سے اور بیشک میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱- قرآن پاک کی جب ہم تلاوت کرتے ہیں تو اللہ کی حفاظت اور رعایت کی نعمت ہمیں حاصل ہوتی ہے، شیطان قرآن پاک کی برکت سے دور بھاگ جاتا ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلاوت قرآن پاک کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم پڑھنے کا حکم دیا ہے، تاکہ شیطان کے فریب اور وسوسہ اندازی کی وجہ سے تلاوت کی برکت سے محروم ہو کر ریاکاری اور اجر وثواب کے ضائع ہونے سے بچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں۔

۲- استعاذہ کے مشہور صیغے یہ ہیں:

۱- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم

۲- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم

۳- قرآن پاک کی تلاوت اگر سری ہو تو استعاذہ بھی آہستہ کیا جائے گا۔ اور قرأت جہری ہو تو استعاذہ بھی بلند آواز سے کریں گے، لیکن اگر کھانے پینے یا کسی خارجی عمل کی وجہ سے قرأت کا سلسلہ کسی وقت منقطع ہو جائے تو قرأت شروع کرنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم" دوبارہ پڑھیں گے۔

۴- بسملہ: ہر کام "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" کے ذریعہ شروع کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، یہی وجہ ہے قرآن پاک کی ہر سورۃ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم وارد ہوا ہے، سوائے سورہ توبہ کے، اس لئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ایک عہد و پیمان ہے، اور اس سورہ میں مشرکین سے معاہدہ کو ختم کرنے کی بات کہی گئی ہے۔

۵- "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" قرآن پاک کی ایک آیت ہے، اور سورتوں کے درمیان اس کی حیثیت فواصل (ایک سورۃ کو دوسری سورۃ سے ممتاز کرنے) کی ہے، اور سورہ نمل کی بالاتفاق وہ ایک آیت ہے، قرأت شروع کرتے وقت پہلے "تعوذ" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم اور پھر "تَسْمِيَة" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم پڑھیں گے۔

٦- قرآن پاک کی کسی سورۃ سے قرأت شروع کرنے میں تعوذ و تسمیہ پڑھنے کے چار طریقے ہیں۔

١- **وصل الجميع**: تعوذ و تسمیہ کو اول سورۃ سے ملا کر پڑھنا۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن۔

٢- **فصل الجميع**: تعوذ و تسمیہ کو بغیر ملائے الگ الگ پڑھنا۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

٣- **وصل الاستعاذه بالبسملة**: تعوذ اور تسمیہ کو ایک ساتھ ملا کر پڑھنا اور سورۃ کو الگ کر کے پڑھنا۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق۔

۴- الوقف علی الاستعاذة: استعاذہ پر وقف کرنا اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

کوسورۃ کے ساتھ ملا کر پڑھنا۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس۔

۸- اسی طرح قرآن پاک کی کسی سورۃ کو دوسری سورۃ سے ملا کر پڑھنا ہو تو تسمیہ پڑھنے کی بھی وہی مندرجہ بالا چار شکلیں ہونگی۔ البتہ اس حالت میں پہلی تین شکلیں جائز ہیں اور چوتھی شکل ممنوع ہے۔

جائز شکلیں:

۱- **وصل الجمیع**: پہلی سورۃ کا آخری حصہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اور سورۃ کے ابتدائی حصہ کو بغیر وقف کئے ہوئے ایک ساتھ ملا کر پڑھنا۔ جیسے فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لِاِیْلٰفِ قُرَیْش

۲- **فصل الجمیع**: ہر حصہ پر وقف کے ساتھ الگ الگ پڑھنا۔ جیسے وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْف۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْن۔

فصل اول وصل ثانی: پہلی سورۃ پر وقف کرنا اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کو دوسری سورۃ کے ساتھ ملا کر پڑھنا۔ جیسے: وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرْ۔

وصل اول فصل ثانی: پہلی سورۃ کے اختتام پر بغیر وقف کئے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھنا اور اس پر وقف کرنے کے بعد دوسری سورۃ شروع کرنا، مگر اس طرح پڑھنا جائز نہیں۔ جیسے: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰافِرُوْن۔ (کیونکہ بسم اللہ آئندہ سورۃ کے شروع میں ہے نہ کہ گذشتہ سورۃ کے آخری آیت)

خلاصۂ درس

تعوذ وتسمیہ کاکسی سورۃ کے ساتھ ملا کر بغیر وقف کئے ہوئے پڑھنے کے چار طریقے ہیں اور وہ سب جائز ہیں۔

[۱] وصل الجمیع۔ [۲] فصل الجمیع۔ [۳] وصل الاستعاذہ بالبسملہ۔ [٤] الوقف علی الاستعاذہ

۲۔دوسورتوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنے کے تین طریقے جائز ہیں۔

[۱] وصل الجمیع [۲] فصل الجمیع [۳] فصل اول وصل ثانی۔

۳۔چوتھی صورت یعنی وصل اول فصل ثانی یعنی بسملہ کو پہلی سورۃ کے ساتھ ملا کر پڑھنا اور یہ صورت جائز نہیں ہے۔

مشق

۱۔استعاذہ کے مشہور صیغہ کسے کہتے ہیں؟

۲۔کس سورۃ کی ابتدا میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نہیں پڑھیں گے؟

۳۔تعوذ اور تسمیہ کو کسی سورۃ کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے کتنے طریقے ہیں؟

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کو دوسورتوں کے درمیان کس طرح پڑھا جائیگا،اسکی جائز شکلیں کیا ہیں؟

۵۔دوسورتوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنے کی وہ کون سی صورت ہے جو ناجائز ہے؟

٦۔سورۃ الفلق اور الناس کی عملی مشق سبق کی روشنی میں کیجئے۔

تاکید:اپنے ہر عمل کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر شروع کیا کریں

چوتھا سبق

﴿لاموں کا بیان﴾

لام کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔لام تعریف

۲۔لام الفعل

۱۔لام تعریف کی دو قسمیں ہیں۔[۱]اللام الشمسیه [۲]اللام القمریه۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿اَلرَّحْمٰنُ ÷ عَلَّمَ الْقُرْآن ÷ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ÷ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ÷ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ÷ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾

قرآن پاک کی ان آیات میں کئی ایسے اسماء ہیں جن پر الف لام داخل کیا گیا ہے،

جیسے: اَلرَّحْمٰنُ۔اَلْقُرْآنُ۔ اَلْاِنْسَان۔اَلْبَيَان۔اَلشَّمْس۔اَلْقَمَر۔ اَلنَّجْم۔ اَلشَّجَر۔

ان آیات پر اگر غور کرو تو دیکھو گے کہ ان میں سے بعض اسماء پر لام کو مدغم کر کے پڑھا گیا ہے۔

جیسے: اَلرَّحْمٰنُ۔اَلشَّمْسُ۔ اَلنَّجْمُ۔ اَلشَّجَرُ۔

۲۔جن اسماء میں لام کو ظاہر کر کے پڑھا گیا ہے، اہل فن کے نزدیک اسے اَللَّام الْقَمَرِيَّة کہا جاتا ہے اور جہاں لام کے مابعد میں ادغام ہو جاتا ہے اسے اہل فن اَللَّام

الشَمُسِيَّة کہتے ہیں۔

لام کا اظہار و اخفاء

۳-لام کے بعد مندرجہ ذیل حروف میں سے کوئی حرف اگر آجائے تو اس صورت میں لام کا اظہار واجب ہوجاتا ہے۔(همزه، باء غین، حاء، جیم، کاف ، واو، خاء، فاء، عین، قاف، یاء، میم، هاء)

انکا مجموعہ "اِبُغ حَجَّكَ وَخَفُ عَقِيُمَه" ہے۔(انہیں حروف قمری کہا جاتا ہے)

۲-لام کے بعد اگر باقی چودہ حروف میں سے کوئی حرف آجائے گو بہر صورت ادغام لازم ہوجاتا ہے اور لام کا اخفاء واجب ہوگا۔ طاء، ثاء، راء، تاء، ضاد، ذال، نون، دال، سین، ظاء، واو، سین، لام۔ (انہیں حروف شمسی کہا جاتا ہے)

یہ سارے حروف مندرجہ ذیل شعر کے ہر کلمہ کے شروع میں استعمال ہوئے ہیں، بسہولت انہیں یاد کیا جاسکتا ہے۔ شعر:

طِبُ ثُمَّ صِلُ رَحِمًا تَفُزُ ضِفُ ذَا نِعَمٍ   دَعُ سُوْءَ ظَنٍّ زُرُ شَرِيُفًا لِلُكَرَمِ

۴-لام شمسیہ اور لام قمر یہ دونوں صرف اسماء پر آتے ہیں، انہیں معرفہ بنادیتے ہیں۔

۵-لام الفعل: وہ لام ہے جس کا استعمال کسی صیغہ فعل میں ہوا ہو، اس کا اظہار ہر صورت میں واجب ہے۔جیسے: [جَعَلُنَا، ظَلَلُنَا، وَلُتَكُنُ، قُلُ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ]

سوائے ایسی حالت کے کہ لام فعل کے بعد، راء، یا، لام، آئے تو ادغام ضروری ہوجاتا ہے۔

جیسے: قُلُ رَّبِّ زِدُنِیُ عِلُمًا، قُلُ لَّوُ كَانَ الُبَحُرُ.

اس میں سے پہلے کو ادغام متقاربین اور دوسرے کو ادغام متماثلین کہتے ہیں، اس کی

تفصیل آگے آرہی ہے۔

خلاصہ درس

۱-لام قمریہ کا اظہار واجب ہے، جب ان حروف میں سے کوئی حرف اس کے بعد آئے جن کا مجموعہ [ابْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهُ] ہے۔

۲-اگر لام کے بعد ان حروف کے علاوہ کوئی حرف آئے تو لام کا ادغام اس میں واجب ہو جاتا ہے، اور اس لام کو لام شمسیہ کہتے ہیں۔

مشق

۱-لام کا اظہار کب واجب ہوتا ہے، اور اس لام کو کیا کہتے ہیں؟

۲-لام کا ادغام مابعد کے حرف کے ساتھ کب ضروری ہے اور اس لام کو کیا کہتے ہیں؟

۳-لام شمسیہ اور لام قمریہ کی نشان دہی کرو؟

۴-سورہ فلق لکھ کر لام شمسیہ اور لام قمریہ کی نشان دہی کرو؟

۵-وَلْتَنْظُرْ میں کس قسم کا لام ہے، اس کو کیا کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

تاکید: نماز کی پابندی کرو، اس لئے کہ نماز دین کا ستون ہے۔

پانچواں سبق

﴿نون ساکنہ اور تنوین میں اظہار کا بیان﴾

۱-بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم، هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ، وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ، عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ، تَصْلٰى نَاراً حَامِيَةً، تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ۔

نون ساکنہ: اس نون کو کہتے ہیں جو حرکات ثلاثہ (فتحہ، ضمہ، کسرہ) سے خالی ہو۔

۳-نون تنوین: وہ نون ساکنہ ہے جس کا اسم کے آخر میں تلفظ تو ہوتا ہے، لفظوں میں اسے لکھا نہیں جاتا ہے۔

جیسے: رَسُوْلٌ، رَسُوْلاً، رَسُوْلٍ۔

وصل کی صورت میں نون تنوین کو اس طرح پڑھیں گے۔

(رَسُوْلُنْ، رَسُوْلِنْ، رَسُوْلَنْ)۔

۴-قرآن پاک کی پہلی مثال (وانحر) میں نون ساکنہ ہے، اس کی ادائیگی اس کے مخرج (زبان کا کنارہ اور ثنایا علیا کی جڑ سے) بغیر غنہ کے کی جائیگی۔

۵-قرآن پاک کی دوسری مثال ﴿يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ﴾ میں تنوین آئی ہے، اور تنوین بھی حقیقتاً نون ساکنہ ہے [يَوْمَئِذٍ] کی تنوین میں نون کا اظہار ہوگا اس لئے کہ اس کے بعد خاء آتی ہے۔

۶-اسی طرح ﴿نَاراً حَامِيَةً﴾ ﴿عَيْنٍ آنِيَةٍ﴾ میں تنوین پر غنہ نہیں ہوگا۔ بغیر

غنہ کے اس کو پڑھا جائے گا۔اس کو (اظہار کہتے ہیں)۔اس لئے پہلی مثال میں تنوین کے بعد ''حاء'' اور دوسری مثال میں ہمزہ ہے۔

۷-اظہار کے معنی لغت میں بیان کے آتے ہیں اور اصطلاح میں لفظ کو مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

۸-نون ساکن اور تنوین میں اظہار واجب ہوتا ہے، جب ان میں سے کسی کے بعد ان چھ حروف میں سے کوئی حرف آجائے۔

[همزه، هاء، عين، حاء، غين، خاء] (أ إ أ ٶ ءِ ءُ)

۹-حرف نون اور حروف اظہار میں سے کوئی حرف خواہ ایک ہی کلمہ میں آئیں یا متصل دو کلموں میں آئیں، ہر دو صورتوں میں نون کو بغیر غنہ کے پڑھیں گے۔

۱۰-ذیل کے نقشے میں نون ساکنہ اور تنوین کی مثال حروف اظہار کے ساتھ ایک کلمہ میں یا متصل دو کلموں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

همزه	ينأون	وَمَنْ أعْرَضَ	كُلٌّ آمَنَ
هاء	يَنْهَوْنَ	مَنْ هَاد	فَرِيْقًا هَدٰى
عين	أنْعَمْتَ	مِنْ عِلْم	حَكِيْمٌ عَلِيْم
حاء	وَانْحَرْ	مَنْ حَاد	مِنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ
غين	فَسَيُنْغِضُوْنَ	مِنْ غِلّ	مَآءٍ غَيْرِ آسِنٍ
خاء	وَالْمُنْخَنِقَةُ	هَلْ مِنْ خَالِقٍ	يَوْمَئِذٍ خَاشِعَة

خلاصۂ درس

۱-تنوین: وہ نون ساکنہ ہے جو اسم کے آخر میں تلفظ کی صورت میں مل کر ادا ہوتی ہے، لکھنے اور اس وقف کی صورت میں اسکی حیثیت اس سے جدا ہوتی ہے۔

۲-اظہار: لغوی معنی بیان کے ہیں اور اصطلاح قرأت میں بغیر غنہ کے مخرج سے حرف کو ادا کرنا۔

۳-نون ساکنہ اور تنوین سے پہلے واقع ہونے والے حروف اظہار کی کل تعداد چھ ہے، اسکو یوں ادا کیا جاسکتا ہے

أخي هاك علي حازه غير خاسر

اس شعر کا ہر پہلا حرف ''حرف اظہار'' ہے۔

مشق

۱-اظہار کے لغوی اور اصطلاحی معنی بتاؤ؟

۲-وہ حروف کون سے ہیں جن سے پہلے نون ساکنہ اور تنوین کے واقع ہونے کی صورت میں اظہار واجب ہوتا ہے؟

۳-نقشہ میں دی گئی مثالوں کے علاوہ حروف اظہار کی مزید مثالیں لکھو؟

چھٹا سبق

﴿نون ساکنہ اور تنوین میں ادغام کی بحث﴾

ارشاد ربانی ہے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ، نِ الَّذِیْ جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَهُ﴾

مندرجہ بالا آیات میں غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ نون ساکنہ اور تنوین کا ادغام اس کے بعد آنے والے لفظ کے ساتھ ہوا ہے، اس طور پر کہ نون ساکنہ یا تنوین کا تلفظ پڑھنے کی صورت میں نہیں ہوتا ہے، بلکہ بعد والے حرف مشدد کا تلفظ ہوتا ہے جیسے: فَمَنْ يَّعْمَلْ، کو فَمَيَّعْمَل پڑھتے ہیں، اسی طرح خَيْرًا يَّرَهُ کو خَيْرَیْ يَرَه اور شَرًّا يَّرَه کو شَرَّیْ يَرَه پڑھا جائیگا۔

اس قسم کے ادغام کو ادغام ناقص کہا جاتا ہے۔ (ناقص اسلئے کہتے ہیں کہ نون کا اثر باقی ہے)

اور وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ میں تنوین کو لام میں ملا کر ادغام کے ساتھ پڑھیں گے، اور وَيْلُ لِّكُلِّ هُمَزَةِ لُّمَزَةُ پڑھیں گے۔

اس قسم کے ادغام کو ادغام تام کہا جاتا ہے۔ (تام اس لئے کہتے ہیں کہ ن کا اثر باقی نہیں رہتا)

ادغام کی لغوی تعریف: لغوی اعتبار سے کسی چیز کو کسی چیز میں داخل کرنے

کو ادغام کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: کسی حرف ساکن کو حرف متحرک کے ساتھ اس طرح ملا کر پڑھنا کہ دونوں ایک حرف معلوم ہوں اس میں دوسرا حرف ہر حال میں مشدد ہوگا، اور تلفظ بھی اسی کا ہوگا۔

حروف ادغام: نون ساکنہ اور تنوین کا ادغام جن حرفوں میں ہوتا ہے وہ کل چھ ہیں۔(یاء، راء، میم، لام، واو، نون) ان کا مجموعہ (یرملون) ہے۔

ادغام کی دو قسمیں ہیں :

۱-ادغام ناقص بِغُنَّہ

۲-ادغام تام بلاغُنَّہ

ادغام کی پہلی قسم کو ادغام ناقص اس لئے کہتے ہیں کہ تلفظ کی صورت میں نون غُنَّہ کی آواز باقی رہتی ہے۔(زبان کو حرکت دیئے بغیر یہ آواز ناک سے نکلتی ہے اس کی مقدار دو حرکتوں یعنی انگلی کے کھولنے اور بند کرنے کے برابر ناک میں غُنَّہ کی آواز باقی رہتی ہے)۔

(الف) حروف ادغام ناقص: ادغام ناقص چار حرفوں میں ہوتا ہے:

(یاء، واؤ، میم، نون) جنکا مجموعہ (یَوْمِنُ) ہے، ان میں سے ہر ایک کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

حروف ادغام	نون ساکنہ	تنوین کا ادغام
مثال الیاء	مَن يَّقُوْلُ	وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
مثال الواؤ	مِنْ وَّالٍ	حَسَنَةً وَّقِنَا
مثال المیم	مِنْ مَّالٍ	صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
مثال النون	عَنْ نَّفْسٍ	يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ

ادغام تام: جس ادغام میں حرف مدغم (یعنی پہلے حرف کا اثر) باقی نہیں رہتا ہے اسے ادغام تام کہا جاتا ہے۔

ادغام تام صرف دو حرفوں میں ہوتا ہے۔ (اللام، والراء)

مثالیں:

نون تنوین	نون ساکنہ	حروف ادغام
اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوا	وَلَمْ يَكُن لَّهُ	مثال اللام
لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ	مِن رَّبِّهِمْ	مثال الراء

فائدہ: مذکورہ مثالوں کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حروف ادغام اور نون ساکنہ الگ الگ دو کلموں میں آئے ہیں، اگر دونوں ایک کلمہ میں آجائیں تو ادغام کے بجائے اظہار واجب ہوگا۔ ایسا اس لئے ہے تاکہ حروف اصلیہ کے مکرر ہونے کی صورت میں مضاعف کا شبہ نہ ہوسکے۔

قرآن پاک میں ایسے چار کلمہ ہیں جہاں نون ساکنہ حرف مدغم کے ساتھ ایک ہی کلمہ میں آئی ہے، وہاں ادغام ممتنع اور اظہار واجب ہے۔ اسے اظہار مطلق کہا جاتا ہے۔

مثالیں

(۱) دنیا (۲) قنوان، (۳) صنوان (۴) بنیان۔

ادغام نہ ہونے کی استثنائی صورت

قرآن پاک میں دو مقامات ایسے ہیں جہاں نون ساکنہ اور حرف مدغم الگ الگ دو کلموں میں ہیں، لیکن وہاں ادغام نہ ہوگا۔ بلکہ نون کو ظاہر کر کے پڑھا جائے گا۔ (اس لئے کہ سیدنا حفصؒ کی روایت ایسی ہی ہے)

(۱) (يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ)

(۲)(نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ)

خلاصہ سبق

۱-لغوی اعتبار سے کسی چیز کو کسی چیز میں داخل کرنے کو ادغام کہتے ہیں

۲-اصطلاحی (فن تجوید) کے اعتبار سے کسی حرف ساکن کو حرف متحرک کے ساتھ ملا کر اس طرح پڑھنا کہ دونوں ایک حرف معلوم ہوں

۳-نون ساکنہ اور تنوین کا ادغام جن حروف میں ہوتا ہے وہ کل چھ ہیں جن کا مجموعہ (یرملون) ہے۔

۴-ادغام کی دو قسمیں ہیں۔

۱-ادغام بغنہ: اس کے چار حروف ہیں جن کا مجموعہ (یومن) ہے۔

۲-ادغام بلاغنہ: اس کے کل دو حروف ہیں (لام، راء)

۵-ادغام کے لئے شرط یہ ہے کہ "نون ساکنہ" کلمہ کے آخر میں ہو، اور حرف ادغام، دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو، اگر دونوں ایک ہی کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اظہار واجب ہوگا۔ جیسے (دنیا، قنوان، بنیان، صنوان)

۶-ادغام کے عام قاعدہ سے دو کلمے مستثنیٰ ہیں۔

(۱) يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ (۲) نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

مشق

۱-ادغام کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بتاؤ؟

۲-ادغام بغنہ کو ادغام ناقص کیوں کہتے ہیں؟

۳-ادغام بلاغنہ، کو ادغام تام کیوں کہا جاتا ہے؟

۴-حروف ادغام کتنے ہیں؟

۵-مندرجہ ذیل مثالوں میں ادغام ناقص اورادغام تام کی تعیین کرو۔

مَنْ يَّقُوْل	قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْم
مِنْ نَّار	هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

۶-ادغام کا عام قاعدہ پائے جانے کے باوجود وہ دو کلمے کون ہیں جہاں ادغام ممتنع اور اظہار واجب ہے؟

۷-نون ساکنہ اور ''حرف ادغام'' ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اس کا حکم کیا ہے۔ مثال سے واضح کرو؟

ساتواں سبق

﴿قواعد نون ساکن وتنوین﴾

۱- اقلاب

ارشادِ ربانی ہے: ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْد﴾، ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

۱- پہلی مثال میں جب ''وَمِنْۢ بَعْد'' پڑھیں گے تو باء سے پہلے نون ساکنہ کو میم ساکنہ سے بدل دیں گے اور تلفظ غنہ کے ساتھ اس طرح کریں گے۔

''وَمِمْ بَعْد''

قلب کی لغوی تعریف: کسی چیز کو پلٹ دینا

اصطلاحی تعریف: نون ساکنہ یا تنوین کو باء کے بعد میم سے بدل کر غنہ کی آواز کے ساتھ پڑھنا۔ مثالیں

قلب سے پہلے	قلب کے بعد
أَنْۢبِئْهُمْ	أَمْبِئْهُمْ
أَنْ بُوْرِكَ	أَمْ بُوْرِكَ
كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ	كُلُّ نَفْسِمْ بِمَا كَسَبَتْ

۲- دوسری مثال ''فَمَنْ شَهِدَ اور اخفا مِنْكُمْ'' میں نون ساکنہ کا تلفظ غنہ کے ساتھ ادغام اور اظہار کے درمیان ہوگا اور غنہ کی مقدار دو حرکت کے برابر ہوگی اس کو اخفاء

کہاجاتا ہے۔

۲-اخفاء کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: اظہار وادغام کے درمیان حرف غنہ کا تلفظ اس طرح کرنا کہ وہ مُشَدَّدْ نہ ہونے پائے اور نون غنہ سے پہلے حرف میں ظاہر ہو۔

۳-اظہار

حروف تہجی میں سے حروف اظہار جنکی تعداد ۶ ہے۔ ء ھ ع ح غ خ آنے پر نون کا اظہار ہوگا۔جیسے عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ، اَنْعَمْتَ

اور حروف ادغام جنکی تعداد ۶ ہے۔

حرف قلب جو صرف ایک ہے۔

ان کو الگ کرلیا جائے تو بقیہ پندرہ حروف، ''حروف اخفاء'' کہلاتے ہیں جن کو درج ذیل شعر میں یوں ادا کیا گیا ہے۔جس میں ہر کلمہ کا پہلا حرف حروف اخفاء میں سے ہے۔

صف ذاثناکم جاد شخص قد سما دم طیبا زد فی تقی ضع ظالما

حروف اخفاء کی مثال درج ذیل ہیں، نقشے کے پہلے خانہ میں حروف اخفاء ہیں دوسرے خانے میں حروف اخفاء اور نون ساکنہ ایک کلمہ میں ہیں، اور تیسرے خانے میں حروف اخفاء اور نون ساکنہ الگ الگ کلموں میں ہیں اور چوتھا خانہ تنوین اور حرف اخفاء کی مثال کا ہے۔

حروف اخفاء	نون ساکنہ اور حروف اخفاء ایک کلمہ میں	نون ساکنہ اور حرف اخفاء الگ الگ دو کلموں میں	تنوین اور حرف اخفاء
مثال الصاد	یَنْصُرُکُمْ	وَلِمَنْ صَبَرَ	عَذَاباً صَعَدًا

مثال الذال	مُنْذِر	مَنْ ذَا	بِسَلَامٍ ذَالِكَ
مثال الثاء	اَلْاُنْثٰی	مِنْ ثَمَرَةٍ	نُطْفَةً ثُمَّ
مثال الکاف	مِنْکُمْ	اَفَمَنْ کَانَ	کِتَابٌ کَرِیْمٌ
مثال الجیم	فَاَنْجَیْنَاہُ	مَنْ جَاءَ	فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ
مثال الشین	اَنْشَانَاھُنَّ	فَمَنْ شَھِدَ	جَبَّارًا شَقِیًّا
مثال القاف	یَنْقَلِبُ	مِنْ قَبْلُ	رِزْقًا قَالُوْا
مثال السین	اَلْاِنْسَانُ	مِنْ سُلَالَةٍ	قِیْلًا سَلَامًا سَلَامًا
مثال الدال	عِنْدَہٗ	وَمَنْ دَخَلَہٗ	عَمَلًا دُوْنَ
مثال الطاء	اِنْطَلِقُوْا	مِنْ طِیْنٍ	بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ
مثال الزاء	اَنْزِلْنِیْ	فَاِنْ زَلَلْتُمْ	نَفْسًا زَکِیَّةً
مثال الفاء	اَنْفَقْتُمْ	فَاِنْ فَآؤُوْ	مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ
مثال التاء	کُنْتُمْ	مِنْ تَحْتِھَا	جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مثال الضاد	مَنْضُوْدٍ	مَنْ ضَلَّ	قَوْمًا ضَآلِّیْنَ
مثال الظاء	فَانْظُرْ	مِنْ ظَھْرٍ	ظِلًّا ظَلِیْلًا

خلاصہ سبق

۱- کسی چیز کو پلٹ دینے کو لغت میں قلب کہا جاتا ہے

۲- نون ساکنہ اور تنوین کو حرف باء کے بعد میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرنے کو قلب کہا جاتا ہے۔

۳- اخفاء: کے معنی لغت میں چھپانے کے ہیں اور اصطلاح میں حرف غنہ کو اظہار

وادغام کے درمیان غنہ کی رعایت کرتے ہوئے اس طرح پڑھنا کہ حرف غنہ مشدد نہ ہو جائے۔

۴-حروف اخفاء کل پندرہ ہیں، جنہیں اس شعر میں اس طرح نظم کیا گیا ہے کہ ہر کلمہ کا پہلا حرف حروف اخفاء میں سے ہے۔

صِفْ ذَاثَنَاكُمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا   دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِيْ تُقًى ضَعْ ظَالِمَا

مشق

۱-قلب کے لغوی اور اصطلاحی معنی لکھو۔

۲-حروف قلبیہ کتنے ہیں؟

۳-حروف اخفاء کتنے ہیں؟

۴-مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں نون ساکنہ اور تنوین کا حکم بیان کرو مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ، وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

۵-اخفاء اور ادغام میں غنہ کی مقدار کی تعیین کرو۔

آٹھواں سبق

﴿قواعد میم ساکنہ﴾

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ﴾

﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً﴾

﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِيْ اسْتَوْقَدَ نَارًا﴾

(الف) پہلی آیت میں غور کرو تو دیکھو گے کہ میم ساکنہ کے بعد حرف باء ہے ﴿وأن إحكم بينهم بما﴾ ایسی صورت میں میم میں اخفاء ہوگا، اور یہ بات گذر چکی ہے کہ اخفاء حرف غنہ کو ادغام واظہار کے درمیان غنہ کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرنے کو کہا جاتا ہے۔

لہٰذا جب بھی میم ساکنہ کے بعد باء آئے تو میم کو غنہ کی رعایت کے ساتھ ادا کریں گے۔

جیسے : وَهُمْ بِالْآخِرَةِ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ

اس کو اخفائے شفوی کہتے ہیں۔

(ب) دوسری آیت میں غور کروگے تو دیکھو گے کہ میم ساکنہ کے بعد میم متحرکہ آئی ہے جیسے "فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ" اس کا حکم یہ ہے کہ پہلی میم کا دوسری میم میں ادغام کر دیا جائیگا۔ اور غنہ کے ساتھ اس کا تلفظ کیا جائے گا۔

(س) اگر میم ساکنہ کے بعد باء اور میم کے علاوہ کوئی اور حرف دوسرے کلمہ میں آئے تو اس صورت میں اظہار ہوگا، یعنی میم ساکنہ کو بغیر غنہ کے پڑھیں گے۔

جیسے : (۱) مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ (۲) جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ
(۳) مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

فائدہ: ان مثالوں میں میم کا تلفظ کرتے وقت دونوں ہونٹوں کو بند کرلیں گے اور آواز ناک میں لے جائیں گے۔

اگر میم ساکنہ کے بعد باء اور میم کے علاوہ کوئی حرف متصلاً اسی کلمہ میں آئے تب بھی اظہار ہی ہوگا۔

جیسے : (۱) أَنْعَمْتَ (۲) تَمْشُوْنَ (۳) اَلْاَمْرُ

فائدہ: ان مثالوں سے یہ معلوم ہوا ''اظہار شفوی'' دونوں صورتوں میں آتا ہے۔

خواہ حرف اظہار میم ساکنہ کے بعد متصلاً اسی کلمہ میں ہو یا دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو۔

تنبیہ: فاء اور واؤ سے پہلے اگر میم ساکنہ آجائے تو اخفاء بھی ممتنع ہے۔ بہرصورت اظہار ہوگا یعنی بغیر غنہ کے میم ساکنہ کو دونوں ہونٹوں کو ملا کر ادا کریں گے۔ اس کو اظہار شفوی تاکیدی کہتے ہیں۔

جیسے: لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ، وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ:

میم ساکنہ کے احکام تین ہیں: (۱) اخفاء شفوی (۲) ادغام شفوی (۳) اظہار شفوی

شعر:

أَحْكَامُهَا ثَلٰثَةٌ لِمَنْ ضَبَطَ   إِخْفَاءٌ وَإِدْغَامٌ وَإِظْهَارٌ فَقَطْ

چونکہ میم کا مخرج انطباق شفتین (دونوں ہونٹوں کا ملانا) ہے اس لئے اس کے متعلق احکام کو ''احکام المیم الشفویہ'' بھی کہتے ہیں۔

خلاصہ

میم ساکنہ کے تین احکام ہیں

۱-اخفاءِ شفوی: جب کہ میم کے بعد باء ہو

۲-ادغام شفوی: جب اس کے بعد میم متحرکہ آئے

۳-اظہار شفوی: جب میم ساکنہ کے بعد میم وباء کے علاوہ کوئی اور حرف آئے

تنبیہ: میم ساکنہ کے بعد اگر واؤ اور فاء آئے تو بہ شدت میم کا تلفظ اظہار کے ساتھ ہوگا۔ اس کو اظہار شفوی تاکیدی کہتے ہیں۔

مشق

۱-میم ساکنہ کے احکام لکھو

۲-حروف اخفاءِ شفوی باعتبار میم ساکنہ کتنے ہیں؟

۳-حروف ادغام شفوی کی تعداد بتاؤ؟

۴-حروف اظہار شفوی کی تعریف کرو؟

۵-میم ساکنہ کے احکام کو شفوی کیوں کہا جاتا ہے۔

۶-مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے میم ساکنہ کے احکام کی تعیین کرو۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيْمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ، كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ، وَأَمْدَدْنَا هُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ۔

قواعد مدود مداصلی کے اقسام

مداصلی کی پانچ قسمیں ہیں :

(۱) مد بدل (۲) مد صلہ صغیر (۳) مد طبیعی حرفی (۴) مد عوض (۵) مد تمکین

۱-مد بدل:-جس میں حرف مد ہمزہ کے بعد واقع ہو

آمن۔ اُوْتِیْنَا۔ اِیْمَانًا

۲-مد صغیر:-وہ مد ہے جو دو لفظ متحرک کے بعد ضمیر مذکر غائب مرفوع یا مکسور کے واقع ہونے سے پیدا ہو۔

جیسے: قال لہ صاحبہ اس میں ضمیر مرفوع کی مثال ہے

إِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ اس میں ضمیر مکسور کی مثال ہے

فائدہ:-اگر ضمیر مرفوع مکسور سے پہلے یا بعد کا لفظ ساکن ہو تو مد نہیں کیا جائیگا سوائے ''وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا'' اس میں ضمیر مکسور ماقبل ساکن ہے اس کے باوجود بھی اس میں مد کیا جائے گا اور یہ شاذ ہے۔

۳-مد طبیعی حرفی:-حروف مقطعات میں سے بعض حروف میں یہ مد ہوگا۔

جن کا مجموعہ ''حَیٌّ طَهُرَ'' ہے جیسے طٰهٰ۔ ''طَاهَا''

۴-مد عوض:-حالت نصبی میں تنوین کے بجائے الف پر وقف کرنے سے یہ مد پیدا ہوتا ہے۔جیسے ''سَبِیْلًا'' پر وقف سَبِیْلَا

۵-مد تمکین:-یاء کے بعد ی اور واؤ کے بعد واؤ متحرک جس حرف مدہ کے بعد آئے اسے مد تمکین کہتے ہیں،اسی طرح اگر حرف مد یا سے پہلے ہائے مشددہ ہو تو اسمیں بھی مد ہوگا۔

جیسے : (۱) اَلَّذِیْ یُوْعِدُوْنَ (۲) آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

(۳) حُیِّیْتُمْ

خلاصہ درس

۱-حروف مدہ تین ہیں۔الف،واؤ،یاء ماقبل مفتوح،مضموم،مکسور۔

مد کی دو قسمیں ہیں مد اصلی،مد فرعی۔

مداصلی کی پانچ قسمیں ہیں :

(۱)مدبدل (۲)مدصلہ صغیر (۳)مدطبیعی حرفی (۴)مدعوض (۵)مدتمکین

مشق

(۱)حروف مد کتنے ہیں؟

(۲)مداصلی کی قسمیں بتایئے؟

(۳)(۱)مدبدل (۲)مدصلہ صغیر (۳)مدعوض (۴)مدطبیعی حروف میں ہر ایک کی مثال لکھو۔

(۴)مندرجہ ذیل کلمات میں کون سا مد پایا جارہا ہے، اس کا کیا حکم ہے بیان کرو

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، اُوْتُمِنَ، اِئْتِ۔

نواں سبق

﴿مداوراس کی قسمیں (۱)﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ☆اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ☆﴾ (ترجمہ) جو لوگ قرآن مقدس، سابق آسمانی کتب اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، وہی اللہ رب العزت کی طرف سے ہدایت یافتہ اور کامرانی پانے والے ہیں۔

قرآن مجید میں حرف مد کے اوپر (ٓ) علامت استعمال کی جاتی ہے، جیسے بِمَآ اُنْزِلَ، وَمَآ اُنْزِلَ، اُولٰٓئِكَ یہ علامت اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہاں مد اس فطری مقدار سے زیادہ کیا جائے گا جو ہم نے گزشتہ سبق میں بیان کی ہے۔

اگر مد کے بعد آنے والا حرف ہمزہ ہو تو یہ مد فرعی کی ایک قسم ہے اور یہ وہ ہے جس کا مد ہمزہ کی وجہ سے ہو۔ دوسری قسم جس کا مد سکون کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ آئندہ سبق میں ذکر کی جائے گی۔

مد فرعی جس کا مد دو الف سے زائد ہو اور ہمزہ یا سکون میں سے کوئی اس کا سبب ہو۔

ہمزہ (ء) کی وجہ سے ہونے والے مد میں یا تو مد اور ہمزہ کسی ایک کلمہ میں موجود ہوں گے جیسے اُولٰٓئِكَ، سِيْٓئَتْ، اَلْمَلٰٓئِكَةُ، تَبُوْٓءَ (بشکل الف) اس کو واجب متصل

کہتے ہیں۔اور یا مداور ہمزہ دومختلف کلموں میں پائے جائیں گے۔جیسے بِمَآ اُنْزِلَ، قُوْآ اَنْفُسَكُمْ، اِلٰى آمَنْتُ ،اس کو جائز منفصل کہتے ہیں۔

مد واجب متصل کو واجب اس لئے کہتے ہیں کہ اس مد کے طبعی مقدار سے زیادہ کئے جانے پر قراء کا اتفاق ہے اور متصل اس لئے کہتے ہیں کہ مد اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں پائے جار ہے ہیں۔اس مد کی مقدار چار یا پانچ الف ہے، پہلا قول راجح ہے۔

مد جائز منفصل کو جائز اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے سلسلہ میں قراء سبعہ وعشرہ کا اختلاف ہے، بعض قراء اس مد کے قائل ہیں اور بعض نے یہاں قصر (مد نہ کئے جانے) کو ترجیح دی جبکہ کچھ قراء نے دونوں کی اجازت دی ہے۔اور منفصل اسلئے کہتے ہیں کہ مد اور ہمزہ دومختلف کلموں میں پائے گئے۔روایتِ حفص کے مطابق اس مد کی مقدار بھی چار یا پانچ الف ہے۔پہلا راجح ہے۔

مد جائز منفصل ہی کی ایک قسم مدالصلة الطويلة ہے، یہ مد اس ضمیر ہاء (ہ) پر کیا جاتا ہے جو مضموم یا مکسور ہو اور دو ایسے متحرک حروف کے درمیان واقع ہو جن کا دوسرا حرف ہمزہ ہو۔جیسے:-إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ، وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ إِذْ قَالُوْا۔

خلاصه

۱-مد فرعی:-جس کو دو الف سے زیادہ کھینچا جائے اور وہ ہمزہ یا سکون کی وجہ سے ہو۔

۲-ہمزہ کی وجہ سے ہونے والے مد کی دو اقسام ہیں۔

(الف) واجب متصل:-مد اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں۔

(ب) جائز منفصل:-مد اور ہمزہ دومختلف کلموں میں واقع ہوں۔

ہر دو مد کی مقدار چار یا پانچ الف ہے، چار کا قول راجح ہے۔

۳-مد جائز منفصل سے ایک اور مد ملحق ہے۔جس کو مدالصلة الطويلة کہتے ہیں۔

یعنی اس ہاءِ ضمیر (ہ) پر کیا جانے والا مد جو مکسور یا مضموم ہو اور دو ایسے متحرک حروف کے درمیان واقع ہو جن کا دوسرا ہمزہ ہو۔

مشق

۱- مد صلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲- مد واجب متصل کو اس نام سے کیوں موسوم کیا گیا؟

۳- مد جائز منفصل کو اس نام سے کیوں موسوم کیا گیا؟

۴- درج ذیل آیت کریمہ میں مدات کی پہچان کیجئے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلاَئِكَةٌ غِلاَظٌ شِدَادٌ لاَيَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ۔

(ترجمہ) اے مومنو! اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ذات کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر مضبوط اور طاقتور فرشتے متعین ہیں جو احکام خداوندی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو ان کو حکم دیا جاتا اسے بجالاتے ہیں۔

وصیت

نماز باجماعت کے پابند بنو وہ تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔

دسواں سبق

﴿مداوراس کی قسمیں (۲)﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿(5)اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ☆
الٓمّٓ، ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ، هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

(ترجمہ) ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما، ان کے راستہ کی جن پر تو نے بخشش کی، نہ کہ ان کی جن پر تیرا غصہ اترا اور نہ گمراہوں کی راہ کی۔ الم، یہ کتاب ہر قسم کے شک وشبہ سے ماوراء ہے، اہل تقویٰ کے لئے سامان ہدایت ہے۔

گذشتہ سبق میں ہم نے پڑھا تھا کہ مدفرعی ہمزہ یا سکون کی وجہ سے ہوتا ہے، پہلی قسم (ہمزہ) کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں، اس سبق میں سکون کی وجہ سے کئے جانے والے مدفرعی کے بارے میں بیان ہوگا یعنی جب مد کے بعد حرف ساکن آئے۔

ملحوظ رہے کہ حرف مشدد دو حرفوں سے مرکب ہوتا ہے جن میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔

سکون کی وجہ سے ہونے والے مد کی دو اقسام ہیں۔ (۱) مدلازم (۲) مدعارض

مدلازم:- حرف مد کے بعد والے حرف پر سکون اصلی ہو۔ اس کی مقدار کم وبیش چھ

الف ہے۔اس کی چار اقسام ہیں۔

(۱) مد لازم مثقل کلمی :-لازم اس لئے کہتے ہیں کہ وصل و وقف بہرصورت حرف پر سکون آنا لازم ہے، مثقل اس لئے کہتے ہیں کہ حرف مد کے بعد تشدید پائی جاتی ہے اور کلمی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کلمات قرآنی میں ہوتا ہے۔جیسے **ولاالضآلین، الحآقة، الصآخة۔**

(۲) مد لازم مخفف حرفی :-مخفف اس لئے کہا جاتا ہے کہ حرف مد کے بعد آنے والا حرف بغیر ادغام و تشدید کے ساکن ہوتا ہے۔ایسا قرآن کریم میں صرف ایک لفظ ہے جو دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ **آلْئٰنَ** (سورۃ یونس)

(۳) مد لازم مثقل حرفی :-حرفی اس لئے کہا گیا کہ یہ سورتوں کے آغاز میں پائے جانے والے حروف مقطعات میں ہوتا ہے، جیسے :-الف لام میم

(۴) مد لازم مخفف حرفی :-مخفف اس لئے ہے کہ حرف مد کے بعد آنے والا حرف غیر مدغم ہوتا ہے۔جیسے :-قٓ ،نٓ ،صٓ ۔

مد عارض :-حرف مد کے بعد وقف کی وجہ سے عارضی سکون آئے جیسے **اَلْکِتَابُ، لِلْمُتَّقِیْنَ، یَعْقِلُوْنَ**

مد لین بھی مد عارض ہی سے ملحق ہے، اس سے مراد وہ واؤ اور یاء جو ساکن ماقبل مفتوح ہوں اور ان کے مابعد حرف پر سکون کے ذریعہ وقف کیا جا رہا ہو۔جیسے۔قریش، خوف۔

مد عارض اور مد لین کی مقدار بصورت وقف ایک ،دو یا تین الف ہوگی۔بصورت اصل اگر آخری حرف ہمزہ نہ ہو تو مد عارض دو الف کے برابر ہوگا۔اوزاگر آخری حرف ہمزہ ہو تو چار، پانچ یا چھ الف کے برابر کیا جائے گا۔جیسے یشاء اس لئے کہ مد واجب متصل ہے، وصل کی صورت میں مد لین کبھی نہیں ہوتا۔

خلاصہ

سکون کی وجہ سے ہونے والے مد کی دو قسمیں ہیں (۱)لازم (۲)عارض

۱-مدلازم کی چاراقسام ہیں

(۱)مثقل کلمی (۲)مخفف کلمی (۳)مثقل حرفی (۴)مخفف حرفی۔

اس کی مقدار ۶ الف ہے۔

۲-مدعارض کا سکون وقف کی وجہ سے عارض ہوتا ہے، اسی طرح مدلین ہے یعنی واوٗ یاء ساکن ماقبل مفتوح۔ان دونوں (واوٗ، یاء) کا مابعد ساکن ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس پر وقف کیا جاتا ہے۔اس کی مقدار وقف کی صورت میں دو، چار یا چھ الف ہوتی ہے۔

مشق

۱-مدلازم مثقل کلمی کی وجہ تسمیہ بتائیں۔

۲-مدلازم مخفف حرفی کی وجہ تسمیہ بتائیں۔

۳-مدلازم مخفف کلمی کی مثال بیان کرو۔

۴-درج ذیل الفاظ میں مد کی اقسام پہچانیں۔

الطآمّة، آلآن، قُرَیْشٌ، الرحمٰن، الٓمٓ۔

وصیت

جہاں بھی رہو، اللہ سے ڈرو، برائی کے فورا بعد نیکی کرلو تاکہ اس کا اثر زائل ہوجائے، اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

گیارہواں سبق

﴿مخارج حروف (۱)﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ، وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾۔

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ، وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾

(ترجمہ) جو شخص اسلام کے علاوہ کسی مذہب کا خواہش مند ہوگا تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جا سکتا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور ایک دین کے پسند کیا۔

اگر آپ صحیح تلاوت کرنا چاہتے ہیں تو ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنا ضروری ہے، مخرج سے معمولی انحراف بھی غلطی کا سبب ہو سکتا ہے

مخرج کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ہمزہ لگا کر کسی بھی حرف کو ساکن یا مشدد پڑھا جائے تو جہاں آواز ختم ہو، وہی اسکا مخرج ہے۔ جیسے ام کی آواز ہونٹوں پر ختم ہوتی ہے لہٰذا اسے شفوی کہا جائے گا۔

علماء نے پانچ بنیادی مخارج متعین کیے ہیں جو تمام سترہ مخارج کو شامل ہے، امام ابن جزریؒ کا شعر ہے۔

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرَ   عَلَى الَّذِیْ یَخْتَارُہٗ مَنِ اخْتَبَرَ

(ترجمہ) حروف کے مخارج سترہ ہیں   جن کا اختیار کرنا متعلم پر ضروری ہے

بنیادی پانچ یہ ہیں:

(۱) جوف (۲) حلق (۳) زبان (۴) ہونٹ (۵) ناک کا بانسہ (خیشوم)

۱- جوف یعنی حلق اور منھ کے درمیان کا خلا۔ یہ تین حروف کا مخرج ہے (۱) الف ساکن ماقبل زبر (۲) واؤ ساکن ماقبل مضموم (۳) یاء ساکن ماقبل مکسور۔ انہیں حروف مد، حروف جوف، حروف علت اور حروف ہوائی کہتے ہیں۔

۲- حلق میں تین مخارج جن سے چھ حروف نکلتے ہیں۔ (۱) اقصیٰ حلق: جو سینہ سے قریب ہے، یہ ہمزہ اور ہاء کا مخرج ہے۔

(۲) وسط حلق: اس سے ع اور ح نکلتے ہیں (۳) ادنیٰ حلق: جو منھ سے قریب ہے، یہاں سے غ اور خ نکلتے ہیں۔

یہی چھ حروف اظہار ہیں، جنہیں حروف حلقی بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ اس سے پہلے گذرا، آئندہ سبق میں بقیہ مخارج کو بیان کیا جائے گا۔

خلاصہ

حرف کے بنیادی مخارج پانچ ہیں:- (۱) جوف (۲) حلق (۳) زبان (۴) ہونٹ (۵) ناک کا بانسہ

۱- جوف سے تینوں حروف مد نکلتے ہیں۔

۲- حلق میں تین مخرج ہیں جن سے چھ حروف نکلتے ہیں۔

(الف) اقصیٰ حلق سے ہمزہ، ہاء،
(ب) وسط حلق سے ع اور ح
(ج) ادنیٰ حلق سے غ اور خ

مشق

۱-بنیادی مخارج کتنے ہیں؟
۲-فرعی (ذیلی) مخارج کتنے ہیں؟
۳-حروف اظہار کا مخرج کیا ہے؟
۴-حروف مدہ کہاں سے ادا ہوتے ہیں؟
۵-درج زیل حروف کا مخرج بتائیں
ع۔خ۔ھ

وصیت

حق بات کہو، خواہ اپنے ہی خلاف ہو اور کتنی ہی تلخ ہو۔

بارہواں سبق

﴿مخارج حروف (۲)﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے اور باطل کو مٹنا ہی تھا۔

گذشتہ سبق میں دو بنیادی مخارج کے بارے میں بتایا گیا تھا (۱) جوف جس سے حروف مدہ ادا ہوتے ہیں (۲) حلق جس کے تین اجزاء ہیں جن سے چھ حروف حلقی ہمزہ، ہاء، ع، ح، غ، خ ادا ہوتے ہیں، اب ہم باقی مخارج کا ذکر کریں گے۔

۳-زبان:-اس میں دس مخرج ہیں جن سے اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

(الف) اقصیٰ لسان (زبان کا آخری حصہ) حلق سے ملا ہوا زبان کا کنارہ، اوپر کے تالو کے بالمقابل، اس سے ق ادا ہوتا ہے۔

(ب) قاف کے مخرج سے ذرا نیچے ک ادا ہوتا ہے۔ان دونوں حروف (ک، ق) کو حروف لہویہ کہا جاتا ہے لہات (کوے) کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔لہات زبان کے آخری کنارے سے متصل گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

(ج) وسط لسان اور اس کے بالمقابل اوپر کا تالو اس سے ج، ش اور یاء غیر مدہ نکلتی ہے۔

ان حروف کوحروف شجریہ کہتے ہیں زبان کے شجر یعنی درمیان کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

(د) زبان کاایک کنارہ اوراس کے بالمقابل اوپر کی داڑھ۔اس سے ض اداہوتا ہے۔

(ہ) ضاد کے مخرج کے متصلاً بعد زبان کے دونوں کناروں کے درمیان اور اس کے بالمقابل مسوڑھا، اس سے ل ادا ہوتا ہے، اور یہ اپنے مخرج کے اعتبار سے سب سے وسیع ہے۔

(و) زبان کے سرے کا درمیانی حصہ اوراس کے بالمقابل ثنایا علیا سے متصل مسوڑھا۔ یہ ن کامخرج ہے۔

(ز) زبان کے سرے کا درمیانی حصہ مع سرے کی پشت کےاوران کے بالمقابل ثنایا علیا کامسوڑھا۔یہ (ر) کامخرج ہے۔

(ح) زبان کے سرے کی پشت کا درمیانی حصہ اور ثنایا علیا کی جڑ۔ یہ د، ت اور ط کا مخرج ہے۔انہیں حروف نطعیہ کہا جاتا ہے۔

(ط) زبان کا سرا اور ثنایا سفلی کا درمیان، یہاں سے ص،س اور ز نکلتے ہیں، انہیں حروف صفیریہ کہا جاتا ہے۔

(ی) زبان کے سرے کا درمیانی اور ثنایا علیا کے کنارے، یہ ذ، ث اور ظ کا مخرج ہے، انہیں حروف لثویہ کہا جاتا ہے۔

(۴) ہونٹ:-ان کے دو تفصیلی مخرج ہیں:-

(الف) نچلے ہونٹ کا اندرون اور ثنایا علیا کے کنارے۔ یہ ف کا مخرج ہے۔

(ب) ہونٹوں کے درمیان کے باہم ملنے سے م اور ب ادا ہوتے ہیں۔اوران کے کھلنے سے واؤ غیر مدہ اداہوتا ہے

۵-خیشوم (ناک کا بانسہ) اس سے حروف غنہ نکلتے ہیں وہ ہیں نون اور میم مشددہ اور

نون ساکن وتنوین۔

جب نون ساکن وساکن (ی،ن،م،و) میں ادغام کیا جائے یا باء کے بعد میم آے (اصطلاح میں اس کو قلب کہتے ہیں) تو غنہ ہوگا۔ اور اگر حروف اخفاء ہوں تو اخفاء کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر میم ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام اور ب آئے تو اخفاء ہوگا۔

خلاصہ

سابق دونوں اسباق کو بغور پڑھئے اور بنیادی و تفصیلی مخارج کو از بر کیجئے۔

مشق

۱-حروف غنہ کیا ہیں؟ ہر ایک کی مثال دیں۔

۲-حروف نطعیہ کونسے ہیں؟

۳-(قل ھواللہ) مذکورہ آیت میں ہر حرف کا مخرج بتائیں۔

وصیت

اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کیجئے جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں

تیرہواں سبق

﴿صفات حروف (۱)﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- ﴿وَإِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (ترجمہ) بلاشبہ آپ اخلاق کریمانہ کے حامل ہیں۔

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ﴾

(ترجمہ) تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر آیا ہے جس پر تمہاری مشقت شاق ہے اور جو تمہاری (ہدایت کا) حریص ہے اور مومنوں کے ساتھ بڑا ہمدرد اور رحمدل و مہربان ہے۔

جس طرح ہر حرف کا ایک مخرج ہوتا ہے جس سے وہ نکلتا ہے، اسی طرح اس کی ایک کیفیت ہوتی ہے جو مخرج میں اس کا امتیاز بتاتی ہے اس کیفیت کو صفات حروف کہا جاتا ہے۔

صفات کی دو قسمیں ہیں (۱) صفاتِ متضادہ (۲) صفات غیر متضادہ۔ اس سبق میں صفات متضادہ کا ذکر ہوگا، ان کی تعداد دس ہے۔ اور ہر حرف میں پانچ صفات کا پایا جانا ضروری ہے اس لئے کہ اس حرف میں وہ صفت یا اس کی ضد صفت کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱-**همس**:-ہمس کے لغوی معنی پوشیدگی کے ہیں اور اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت مخرج میں ضعف کے ساتھ ٹھہرنے کی وجہ سے سانس کا جاری رہنا۔اس کے حروف دس ہیں جن کا مجموعہ(**فحثه وشخص سكت**)ہے۔

۲-**جهر**:-لغت میں ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت مخرج میں قوت کے ساتھ ٹھہرنے کی وجہ سے سانس کا بند ہو جانا یہ ہمس کی ضد ہے اور ہمس کے علاوہ باقی حروف اس کے ہیں۔یہ۱۹ ہیں

۳-**شدت**:-لغت میں مضبوطی کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کے مخرج میں پورے طور پر ٹھہرنے کی وجہ سے بند ہو جانے کو کہا جاتا ہے،اس کے آٹھ حروف ہیں جن کا مجموعہ(**اجد قط بكت**)ہے۔

کچھ حروف شدت اور رخوت کے درمیان ادا ہوتے ہیں۔وہ پانچ ہیں اور ان کا مجموعہ (**لن عمر**)ہے۔

۴-**رخوت**:-لغۃً نرمی اور اصطلاحاً حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کے مخرج میں آہستگی کے ساتھ ٹھہرنے کی وجہ سے جاری رہنے کو کہتے ہیں۔

شدت اور توسط کے علاوہ باقی حروف رخوت کہلاتے ہیں۔یہ۱۶/ہیں

۵- **استعلاء**:-اس کے لغوی معنی بلندی کے ہیں اور اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جانے کو کہا جاتا ہے۔یہ کل سات حروف ہیں جن کا مجموعہ(**خص ضغط قظ**)ہے۔

۶-**استفال**:-لغت میں پستی کو کہتے ہیں،اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے تالو سے ہٹ کر منھ کے خلا کی طرف اترنے کو کہا جاتا ہے۔اس کے حروف حروف استعلاء کے علاوہ ہیں۔جو۲۲/ہیں۔

۷-**اطبـاق**:-لغت میں اس کے معنی چپکنا ہے،اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اوپر بالمقابل تالو سے مل جانے کو کہتے ہیں۔ یہ چار حروف ہیں:-(ص، ض،ط،ظ)

۸-**انفتاح**:لغت میں جدا ہونے کو کہتے ہیں جبکہ اصطلاح میں حروف کی ادائیگی کے وقت زبان یا اس کے بیشتر حصہ کے تالو سے نہ ملنے کو کہتے ہیں۔ اطباق کے علاوہ سارے حروف انفتاح کے ہیں۔جو۲۵/ ہیں۔

۹- **اذلاق**:- لغت میں فصاحت اور زبان اور الفاظ کے ہلکا ہونے کو کہتے ہیں، اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت زبان اور ہونٹ کے کنارے کا سہارا لینا، ان کا مجموعہ(فر من لب) ہے۔

۱۰- **اصمات**:-لغت میں اس کے معنی روکنے کے ہیں،اصطلاح میں حروف کی ادائیگی میں بھاری پن کو کہا جاتا ہے۔اس کے حروف اذلاق کے علاوہ ہیں۔اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کلمہ میں چار یا پانچ حروف اصلی ہوں وہ عربی کلمہ اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک اس میں کوئی حرف اذلاق نہ پایا جائے۔ایسا اس وجہ سے ہے تا کہ اذلاق کی نرمی اوراصمات کی سختی میں توازن پیدا ہو جائے۔

خلاصه

صفات متضادہ دس ہیں(۱)ہمس،اس کے حروف ہیں **فحثه شخصی سکت** (۲) جہر،اس کے حروف ہمس کے علاوہ ہیں (۳) شدت،اس کے حروف اُجد قط بکت ہیں (۴) توسط،اس کے حروف لن عمر ہیں اور باقی حروف رخوت کے ہیں(۵) استعلاء،اس کے حروف خص ضغط قظ ہیں (۵) استفال، اس کے حروف استعلاء کے علاوہ ہیں۔ (۷) اطباق، اس کے حروف ص،ض، ط،ظ، ہیں (۸) انفتاح،اس کے حروف اطباق کے علاوہ

ہیں۔(۹)اذلاق،اس کے حروف فرمن لب ہیں۔(۱۰)اصمات،اس کے حروف اذلاق کے علاوہ ہیں۔

مشق

۱-ہمس کے حروف کیا ہیں؟
۲-شدت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجئے،اس کے حروف کون کون ہیں؟
۳-شدت اور رخوت کے درمیان (توسط) کے حروف کیا ہیں۔
۴-(ب،ص،اُ،ن) مذکورہ بالا الفاظ کے مخارج اور صفات بتائیں۔

وصیت

قرآن کا مطلوب انسان بن جایئے یعنی بہادر،خوددار اور جری جو اللہ کی خاطر کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔

چودہواں سبق

﴿صفات حروف (۲)﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- ﴿لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ☆ اِیْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاۗءِ وَالصَّیْفِ ☆ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ☆ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ☆﴾

(ترجمہ) قریش کے مانوس ہونے، جاڑوں اور گرمی کے اسفار سے مانوس ہونے کی خاطر، لہٰذا انہیں اس گھر کے رب کی عبادت کرنا چاہئے جس نے ان کو بھوک کے وقت کھلایا اور خوف کے وقت اطمینان بخشا۔

صفات متضادہ جن کی تعداد دس ہے اور ہر حرف کا جن میں سے کسی پانچ سے متصف ہونا ضروری ہے، کے ساتھ سات غیر متضادہ صفات بھی ہیں جو کچھ حروف میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) **صفیرہ**:- لغت میں کہتے ہیں، جانوروں کے لئے لگائی جانے والی آواز اور اصطلاح میں اس اضافی آواز کو کہیں گے جو حروف کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں سے نکلے۔ اس کے حروف (ص، س، ز) ہیں۔

(۲) **قلقلہ**:- لغت میں کہتے ہیں، حرکت دینا اور اصطلاح میں اس اضافی آواز کو کہتے ہیں جو مخرج میں دباؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی ادائیگی کے وقت زبان میں حرکت ہوتی ہے۔ اس کے پانچ حروف ہیں جن کا مجموعہ (قطب

جد) ہے۔قلقلہ کی دوقسمیں ہیں:-(۱)قلقلۂ صغریٰ (۲)قلقلۂ کبریٰ

(۱)**قلقلۂ صغریٰ**:-حروف قلقلہ وسط کلمہ میں ساکن ہوں، جیسے:- **یبدأ، یقتلون**

(۲)**قلقلۂ کبریٰ**:-حروف قلقلہ اخیر کلمہ میں ساکن ہوں۔جیسے **عذاب، علق**۔

(۳)**لیــــن**:-لغت میں سختی کی ضد کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں وہ واؤ یا یاء ساکن ماقبل مفتوح جن کے مابعد پر سکون کی وجہ سے وقف کیا جائے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ نرمی اور بغیر کسی تکلف کے زبان سے ادا ہوتے ہیں۔

(۴)**انحــراف**:-لغت میں میلان کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے بعد اس کا زبان کے سرے کی طرف مائل ہونا۔یہ دو حروف ہیں (ل اور ر) اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ اپنے مخرج سے ہٹ کر دوسرے کے مخرج میں پہنچ جاتے ہیں۔

(۵)**تــکــرار**:-لغت میں ایک یا اس سے زائد بار دہرانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں زبان کے حرف کی ادائیگی کے وقت کپکپانے کو تکرار کہا جاتا ہے، یہ صرف ایک لفظ (راء) ہے۔یہاں اس صفت سے مراد اس سے احتراز کرنا ہے نہ کہ اس کو کرنا، کیونکہ جب بھی زبان ذرا کپکپائے تو حرف راء کی ادائیگی ہو جائے گی۔

اس سے زیادہ راء نکالنا جائز نہیں ہے، اور احتراز کی کیفیت کا تحقق اس طور پر ہوگا کہ زبان کی پشت کو مضبوطی سے تالو کے اوپر کر کے ایک بار میں ادا کیا جائے

(۶) **تــفشــی** :-لغت میں پھیلنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں حرف کی ادائیگی کے وقت منہ میں ہوا کا پھیلنا تفشی کہلاتا ہے، یہ صرف اک حرف (ش) ہے، منہ میں اس کے پھیل جانے کی وجہ سے اس کو تفشی کہا جاتا ہے۔

(۷)**استــطــالــہ**:-لغت میں پھیلنے اور دراز ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں زبان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آواز کے پھیل جانے کو کہا جاتا ہے، یہ بھی صرف

ایک حرف (ض) ہے۔

صفات متضادہ اور غیر متضادہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ ہر حرف میں کم سے کم پانچ صفات متضادہ کا پایا جانا ضروری ہے، بسا اوقات ایک یا دو صفات متضادہ بھی حروف کے اندر پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں پائی جاتی۔

خلاصه

صفات غیر متضادہ سات ہیں:-

(۱) صفیرہ:- اس کے حروف (ص۔س۔ز) ہیں۔ (۲) قلقلہ:- اس کے حروف (قطب جد) ہیں (۳) لین:- اس کے حروف (واؤ اور یاء) ساکن ماقبل مفتوح ہوں (۴) انحراف:- اس کے حروف (ل اور ر) ہیں (۵) تکرار:- یہ حرف (راء) ہے، اس میں ضروری ہے کہ تکرار نہ کی جائے (۶) تفشی:- یہ حرف (ش) ہے (۷) استطالت:- یہ حرف (ضاد) ہے۔ (۸) مد اصلی۔ (۹) غنہ۔ (۱۰) متوسطہ (لن عمر) بھی غیر متضادہ میں شامل ہیں۔

مشق

۱- حروف قلقلہ اور اس کی اقسام بیان کریں۔

۲- لین کی تعریف کریں۔

۳- حروف استطالت کتنے ہیں۔

۴- حرف راء کی کتنی صفات ہیں۔

۵- (ب۔ ھ۔ ف۔ ض۔) مذکورہ بالا حروف کی صفات بتائیں۔

وصیت

قرآن کریم کی تلاوت کرو یا کسی مفید کتاب کا مطالعہ کرو مگر ایک لحہ بھی رائیگاں نہ جانے دو۔

پندرہواں سبق

﴿ادغام متماثلین ومتجانسین ومتقاربین﴾

ارشادِ خداوندی ہے:- ﴿اَیْنَمَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ، وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ﴾

ترجمہ: تم جہاں بھی ہو، موت تم کو پالے گی، اگرچہ کہ تم پختہ برجوں میں ہو۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ ـــ اِلٰی . اَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ، جس طرح عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کے لئے کون میرا معاون ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے معاون بنیں گے، تو بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک کفر پر قائم رہی، ہم نے ایمان والے گروہ کی ان کے مخالفین کے مقابلہ میں تائید کی تو وہ غالب ہوئے۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (ترجمہ) کہو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

پہلی آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں یُدْرِكْكُّمْ کے پہلے کاف کا جو ساکن ہے دوسرے کاف میں ادغام کر دیا گیا ہے چنانچہ وہ ایک حرف مشدد بن گیا، اس ادغام کو ادغامِ متماثلین کہتے ہیں اس لئے کہ دو حرف ہم مثل ہیں یعنی ہم مخرج وہم صفات ہیں اس طرح

کی دیگر مثالیں بھی ہیں، جیسے اِذْهَبْ بِكِتَابِىْ، فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ، قُلْ لَهُمْ۔

دوسری آیت میں آپ دیکھتے ہیں کہ آمنت کی تاءِ ساکنہ کا طاء متحرکہ میں ادغام کیا گیا ہے اوران کا ایک حرف مشدد کی صورت میں دوسرے لفظ کی جنس کے مطابق پڑھا گیا، اس ادغام کو ادغام متجانسین کہتے ہیں اس لئے کہ یہ ہم جنس ہے یعنی ہم مخرج ہیں مگر ہم صفت نہیں۔

ادغام متجانسین تین مخارج کے ساتھ مخصوص ہیں:۔

(الف) دال کا تاء میں ادغام جیسے قد تبین، عبدت ۔ (ب) تاء کا دال میں ادغام جیسے أُجِيْبَتْ دعوتكما۔ (ج) تاء کا طاء میں ادغام جیسے همت طائفة، كفرت طائفة (د) طاء کا تاء میں ادغام جیسے فرطت، بسطت

آخری ادغام کو ناقص کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں ط کا اثر بصورت ادغام باقی رہتا ہے۔

(۲) حروف لثویہ (ث، ذ، ظ)

ذال کا ظاء میں ادغام جائز ہے، جیسے اذ ظلمتم، اسی طرح ثاء کا بھی ذال میں ادغام جائز ہے، جیسے، يلهث ذالك۔

قرآن میں ان دو مثالوں کے علاوہ اس کی کوئی مثال نہیں۔

(۳) حروف شفویہ (ب، م) ایک جگہ ادغام جائز ہے یعنی باء کا میم میں، اور یہ قرآن میں صرف ایک مقام پر ہے، یبنی ارکب معنا۔

رہی تیسری آیت تو اس میں وقل کے لامِ ساکن کا رب کے راء متحرک میں ادغام کیا گیا ہے اور راء مشدد کی شکل میں ان کو ادا کیا ہے، اس ادغام کو ادغام متقاربین کہتے ہیں، اس لئے کہ دو حروف قریب المخرج ہیں مگر ہم صفت نہیں۔ اس ادغام کی دو قسمیں ہیں (۱) لام کا راء میں ادغام۔

جیسے بل رفعہ (۲) قاف کا کاف میں ادغام جیسے الم نخلقكم۔ اس صورت میں

ادغام کامل اور ادغام ناقص دونوں جائز ہیں۔ ادغام کامل یہ ہے کہ خالص کاف مشدد ادا کریں اور ناقص میں قاف کا اثر باقی رہے گا، اور صحیح تفخیم (پُر پڑھنا) ہے۔

خلاصہ

۱-ادغام متماثلین :- دو حروف ہم مخرج و ہم صفت ہوں۔

۲-ادغام متجانسین :- دو حروف ہم مخرج ہوں، ہم صفات نہ ہوں۔

۳-ادغام متقاربین :- دو حروف قریب المخرج ہوں اور ہم صفات نہ ہوں۔

مشق

۱-ادغام متماثلین کیا ہے؟

۲-ادغام متجانسین کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

۳-ادغام متقاربین کی وجہ تسمیہ بتائیں۔

۴-(عَصَوا وَّ کَانُوْا، بَلْ رَّفَعَهُ، ارکَبْ مَّعَنَا)

مذکورہ بالا مثالوں میں اقسام ادغام پہچانیں۔

وصیت

تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت سے نواز دے تو تمہارے لئے سارے جہاں سے بہتر ہے۔

سولہواں سبق

﴿نورانی حروف﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ، ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴾ (ترجمہ) کہیعص، تمہارے رب کا اپنے بندہ زکریا پر رحمت کا ذکر۔

﴿طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴾ (ترجمہ) ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

کچھ قرآنی سورتوں کے آغاز ایسے حروف سے ہوتے ہیں، ان کے معنیٰ، تفسیر اور ان کے مقصود کے سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، کسی نے کہا کہ سورتوں کے نام ہیں یا اللہ کے اسماء حسنی ہیں، کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لوگوں کو یہ چیلنج کیا ہے کہ ان جیسے حروف سے مرکب قرآن کی کوئی ایک سورۃ یا ایک آیت پیش کریں انسانوں نے تالیف وتصنیف کے جونت نئے طریقے دریافت کئے ان کی انتہا ان کے کوئی قصہ گڑھ لینے، کوئی قصیدہ کہہ دینے یا کوئی نثر لکھنے کی شکل میں ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان حروف سے ہدایت ورحمت، عدل وانصاف، انسانیت، شریعت واحکام شریعت اور عقائد وعبادات کے حقائق اجاگر کیے، اس نے ان الفاظ میں زندگی کے تمام گوشوں کے لئے ایک پیغام سمو دیا ہے۔

مکررات کے حذف کے بعد سورتوں کے آغاز میں پائے جانے والے ان حروف کی تعداد ۱۴ ہوتی ہے جن کا مجموعہ (**طرق سمعك النصيحة**) یا (**صح طريقك مع السنة**) ہے۔

ان کے تین اقسام ہیں:- (۱) جس میں مد نہ ہو اور وہ (الف) ہے۔ (۲) دو حروف سے مرکب ہو اور دوسرا الف ہو، ایسی صورت میں دو الف کے برابر مد کیا جائے گا اور اسے مد طبیعی حرفی کہتے ہیں۔ یہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ (حی طہر) ہے، ان کے پڑھنے کی شکل یوں ہوگی ٭ طاء، حا، یا، ھا، را) (۳) تین حروف سے مرکب ہو جن میں درمیانی حرف، حرف مدہ ہو۔ اس کو ۶ الف کے بقدر کھینچا جائے گا اس لئے کہ یہ مد لازم حرفی ہے جیسا کہ مد کی بحث میں تفصیل گزری، یہ آٹھ حروف ہیں جن کا مجموعہ (نقص عسلکم) ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ (الف) مد لازم مثقل حرفی یعنی تیسرے حرف کا ادغام اس سے متصل حرف میں کیا جائے جیسے الم میں لام اور میم کہ لام کا آخری حرف میم ہے اور الف، لام، میم میں بھی لام کے بعد میم ہے تو ان دونوں کا آپس میں ادغام کیا گیا ہے۔ (ب) مد لازم مخفف حرفی یعنی تیسرے حرف کا مابعد میں ادغام نہ کیا جائے، جیسے ق اور ن کا مد۔ (ج) مد لین حرفی، یہ صرف حرف عین ہے، اس کو حروف لین کے مطابق توسط (۲ الف) یا طول (۳ الف) کے برابر کھینچا جائے گا۔

(نوٹ) واضح رہے کہ حروف نورانی کی تیسری قسم کے تحت ذکر کی جانے والی تین اقسام (جو مذکورہ ماقبل ۷ سطروں میں ذکر کی گئی ہیں) میں تیسرے حرف سے مراد خود اس حرف کا تیسرا جزء ہے، مثلاً: ل کہ یہ مرکب ہے ل، الف اور م سے تو تیسرے حرف سے اس کی میم مراد ہے اور متصل حرف سے مراد اگلے حرف کا پہلا جزء ہے جیسے الم میں م کہ یہ مرکب ہے م، ی اور م سے تو اس میں پہلی میم مراد ہے، گویا لام کی میم کا میم کی پہلی میم میں ادغام کیا

گیا ہے۔

خلاصہ

سورتوں کے آغاز میں آنے والے حروف ۱۴ ہیں جن کا مجموعہ (طرق سمعك النصيحة) ہے۔اس کی ایک قسم میں مد نہیں ہوتا اور وہ صرف (الف) ہے۔دوسری قسم میں دو الف کے بقدر مد کیا جاتا ہے، وہ حروف (حی طهر) ہیں۔تیسری قسم میں ۶ الف کے بقدر مد کیا جاتا ہے۔اس کو مد لازم حرفی کہتے ہیں، یہ حروف (نقص عسلکم) ہیں سوائے سورہ مریم (کھیعص) اور سورہ شوریٰ (عسق) کی (عین) کے کہ اس کو مد لین کی طرح ۲ یا ۴ یا ۶ الف کے بقدر کھینچا جائے گا۔

مشق

۱-حروف نورانی کتنے ہیں؟

۲-حروف نورانی کے کتنے اقسام ہیں؟

۴-(ق۔ح۔ا۔س۔ع) مذکورہ حروف میں کتنا مد کیا جائے گا؟

۵- حم، عسق، کھیعص میں کل کتنے مد ہیں؟

وصیت

وقت ہی زندگی ہے، وہ سونے سے زیادہ قیمتی ہے، لہٰذا بغیر قیمت کے اس کو ضائع نہ کرو۔

سترہواں سبق

﴿پُر اور باریک﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-﴿ یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ.....مَا یُؤْمَرُونَ﴾

بعض حروف ادائیگی کے وقت بھاری موٹے معلوم ہوتے ہیں ان سے منہ بھر جاتا ہے جبکہ کچھ ہلکے معلوم ہوتے ہیں جن کی ادائیگی کے وقت یہ کیفیت قائم نہیں ہوتی ہے۔ مثلا قوآ انفسکم میں ق کی ادائیگی کے وقت منہ بھر جاتا ہے لیکن اُنفسکم کی ادائیگی میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے حروف کی دو اقسام ہیں۔

(۱)مفخم (پُر)　(۲)مرقق (باریک)

مفخم کے لغوی معنی بڑا کرنا ہے، اصطلاح میں اس بھاری پن کو کہا جاتا ہے جو حروف کی آواز میں اس طور پر پیدا ہو جائے کہ منہ اس کی مکرر آواز سے بھر جائے۔

ترقیق کے لغوی معنی مفخم کی ضد ہے، اصطلاح میں اس خفت کو کہتے ہیں جو حرف کی آواز میں پیدا ہو جاتی ہے لیکن اس کی مکرر آواز سے منہ نہ بھرے۔

مفخم حروف استعلاء کے ساتھ خاص ہے، بعض صورتوں میں راء میں بھی ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کے لام سے پہلے اگر ضمہ یا فتحہ ہو تو وہ بھی مفخم ہوگا۔ ان کے علاوہ باقی تمام حروف مرقق ہیں۔

(۱) حروف استعلاء:- یہ (خص ضغط قظ) ہیں، یہ ہر حالت میں مــفــخــم (پر) ہوتے ہیں، ہاں اگر مکسور یا ساکن مابعد مکسور ہوں تو کم پر ہوتے ہیں۔

(۲) حرف راء:- مندرجہ ذیل صورتوں میں یہ پر ہوتا ہے۔

(الف) جب مضموم ہو، جیسے **ما یؤمرون، یبشرهم، رزقنا**

(ب) جب مفتوح ہو، جیسے **وربك، شراب، نارا**

(ج) ساکن ماقبل مضموم ہو، جیسے **خردل، قرية**

(ہ) کسرۂ عارضی کے بعد ساکن ہو، جیسے **ارجعی، ام ارتابوا**

(و) کسرۂ اصلی کے بعد ساکن ہو اور اس کے بعد حروف استعلاء میں سے کوئی حرف اس کلمہ میں موجود ہو۔ جیسے **لبالمرصاد، قرطاس**

(ز) راء ساکن ماقبل ساکن ہو اور اس سے ماقبل حرف مفتوح یا مضموم پایا جائے، جیسے **القدر، الأمر**

اور مندرجہ ذیل صورتوں میں باریک ہوتا ہے۔

(الف) جب مکسور ہو، جیسے **رِجال مِریج، فضرِب**

(ب) جب ساکن ماقبل مکسور ہو اور اس کے بعد حروف استعلاء میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ جیسے **اِرسال، مرفق**۔

(ج) جب ساکن ہو اور اس کے ماقبل یاء ساکن ہو، جیسے خبیر، خیر۔

(د) جب ایسے ساکن کے بعد واقع ہو جس سے پہلے کوئی حرف مکسور ہو۔ جیسے **حجر، السحر**

(ہ) جب ساکن ہو، اس سے ماقبل کسرۂ اصلی ہو اور مابعد کوئی حرف استعلاء دوسرے کلمہ میں پایا جائے، جیسے **وأنذرُ قومك**۔ (خ) **اِنِ ارُتبتم** اور **امـرتابوا** کی راپُر ہوگی

کیونکہ ر سے قبل کسرہ عارضی ہے۔ اور مندرجہ ذیل صورتوں میں راء کو پر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

(الف) جب ساکن ہو، اس کے ماقبل کسرۂ اصلی ہو اور اس کے بعد حرف استعلاء مکسور ہو، جیسے **کل فِرْقٍ** (باریک پڑھنا بہتر ہے کیونکہ ق پر دو زیر ہیں)

(ب) جب ساکن ہو، ماقبل حرف استعلاء ساکن ہو اور اس کے ماقبل کوئی حرف مکسور ہو، جیسے **مِصْر، القِطْر** (مصر کو دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں ص کی وجہ سے پر پڑھنا بہتر ہے۔)

(۳) اللہ کا لام پر ہوگا اور اس سے پہلے فتحہ یا ضمہ آئے، جیسے **لا یعصون الله، ثم یحکم الله آیاته** اور باریک ہوگا اگر اس کے ماقبل کسرہ ہو، جیسے **بسم الله، الحمد لله**

خلاصه

۱- حروف استعلاء، کچھ حالتوں میں راء اور اللہ کا لام اگر ماقبل مفتوح یا مضموم ہو تو پر ہوتے ہیں۔

۲- حروف استفال، کچھ حالتوں میں راء اور اللہ کا لام اگر ماقبل مکسور ہو تو باریک ہوتے ہیں۔

مشق

۱- حروف استعلاء کیا کیا ہیں اور یہ کب پر ہوتے ہیں؟ ۲- راء کب پر اور کب باریک ہوتی ہے؟ ۳- راء کو کب پر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے؟ ۴- اللہ کے لام کے احکام بیان کریں۔ ۵- درج ذیل الفاظ میں راء کا حکم بیان کریں۔

مصر، الطرر، شرعة، فرقان، کالفخار۔

وصیت

اپنے ایمان و اسلام پر ضرور فخر کرو اور دشمنان دین کے سامنے خود کو کمزور اور حقیر ثابت نہ کرو۔

اٹھارواں سبق

﴾وقف اور ابتداء (۱)﴿

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ تلاوت فرماتے تو ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے چنانچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر ٹھہر جاتے پھر الحمد للہ رب العالمین کہہ کر وقف فرماتے، پھر الرحمٰن الرحیم کہہ کر توقف کرتے پھر مالک یوم الدین پڑھتے پھر ٹھہرتے، اس طرح تلاوت کرتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، احمد)

حضرت علیؓ سے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا، حروف کو عمدگی سے ادا کرنا اور وقف کو سمجھنا مطلوب ہے۔

معلوم ہوا کہ وقف کا جاننا فن تجوید کا جزء ہے، کیونکہ وقف کے مقام پر وقف کرنا آیت کا مفہوم سمجھنے میں مدد معاون ہوتا ہے۔ جبکہ غیر محل میں وقف کرنا بسا اوقات معنیٰ کے فساد کا سبب ہوتا ہے ورنہ تلاوت کے حسن کو تو متاثر کرتا ہی ہے۔

وقف کا مطلب ہے آخری حرف کو ساکن کرنا، کیونکہ عرب نہ کسی متحرک حرف پر وقف کرتے ہیں اور نہ کسی ساکن سے ابتدا کرتے ہیں، علماء نے وقف کی چند اقسام بیان کی ہیں جن میں چند اہم ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) **وقف تام**:- ایسے کلمہ پر وقف کرنا جس کا ماقبل اور مابعد سے کوئی لفظی و معنوی ربط نہ ہو، ایسا عموماً آیتوں کے اختتام اور قصوں کے اختتام پر ہوتا ہے، جیسے **اُولٰٓئِكَ عَلٰى**

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
دیگر صورتوں میں مثلاً قصر کا اختتام ہو، یا سورۃ کا اختتام ہو، اسی طرح یاءِ نداء، فعل امر، لام قسم یا جملۂ شرطیہ ہوتو ان سے ماقبل وقف کیا جائے گا۔ نیز رحمت وعذاب کی آیات کے درمیان فصل کرنے کے لئے بھی وقف کیا جائے گا۔نفی اور نہی کے مقابل پر اور بات کے اختتام پر بھی وقف کیا جاسکتا ہے۔

(۲) **وقف کافی**:-ایسے کلمہ پر وقف کرنا جس کا ماقبل اور مابعد سے معنوی ربط ہو، لفظی تعلق مکمل ہوایسا عموماً فواصل وغیرہ میں ہوتا ہے، جیسے ۔ أَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ میں لَا يُؤْمِنُوْن پر وقف کرنا، اور مابعد سے شروع کرنا بھی درست ہے۔

(۳) **وقف حسن**:-ایسے کلمہ پر وقف کرنا جس کا ماقبل یا مابعد سے لفظی ومعنوی ربط ہو، جیسے بسم اللہ اور الحمد للہ پر وقف کرنا۔اس صورت میں مابعد کے ماقبل سے لفظی تعلق کی وجہ سے مابعد سے ابتدا کرنا بہتر نہیں ہوگا،لیکن اگراس کے مابعد آیت کا اختتام ہوتو اکثر علماء کے نزدیک حضرت ام سلمہؓ کی حدیث کی بنیاد پراس پر وقف کرنا درست ہوگا۔

(۴) ایسے کلمہ پر وقف کرنا جس پر بات مکمل نہ ہو بلکہ مابعد سے مربوط ہو، جیسے خبر کے بجائے مبتدا یا فاعل کے بجائے فعل یا منصوب کے بجائے ناصب پر وقف کرنا۔

اس سے بھی زیادہ قبیح وہ وقف ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف کسی وصف کا مغالطہ پیدا کرے جیسے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا میں يَسْتَحْيِيْ پر وقف کردینا، ایسا وقف محض بوقت ضرورت درست ہے اوراس صورت میں اگر معنی نہ بدلیں تو اس کلمہ کا دہرانا ضروری ہے جس پر وقف کیا گیا ہو ورنہ جہاں سے ابتدا کرنا بہتر ہو وہیں سے اعادہ کیا جائے گا۔

ابتدا:-تلاوت کرنے والے کے لئے جس طرح وقف کے صحیح مقامات سے واقف

ہونا ضروری ہے اسی طرح وقف کے بعد کے قواعد سے بھی واقفیت ضروری ہے چنانچہ ابتدا اس طور پر کی جائے کہ معنی واضح ہوں۔

واضح رہے کہ جس طرح وقف قبیح ہوتا ہے اسی طرح ابتدا میں بھی قباحت کی صورتیں پائی جاتی ہیں۔جیسے قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ میں يَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ہے۔یداللہ سے ابتداء کرنا برا ہے۔

خلاصہ

وقف کا جاننا فن تجوید کا جزء ہے،اس کی اہم قسمیں یہ ہیں:-

وقف تام:-ایسے کلمہ پر وقف کرنا جہاں معنی مکمل ہو رہے ہوں اور مابعد اور ماقبل سے کوئی ربط نہ ہو۔هم المفلحون

وقف کافی:-ایسے کلمہ پر وقف کرنا جہاں لفظ مکمل ہو رہے ہوں مگر کلمہ کا مابعد سے معنوی جوڑ ہو۔ملك يوم الدين

وقف حسن:-ایسے کلمہ پر وقف کرنا جہاں معنی اچھے نکلتے ہوں مگر کلمہ کا مابعد سے لفظی و معنوی ربط ہو۔جیسے الحمد للہ

وقف قبیح:-ایسے کلمہ پر وقف کرنا جہاں معنی مکمل نہ ہو رہے ہوں بلکہ کلمہ کا مابعد سے لفظی و معنوی ربط ہو۔اور معنی اچھے یا برے کچھ بھی سمجھ میں نہ آتے ہوں،جیسے صراط الذین

مشق

۱-آیت کے اختتام پر وقف کے مسنون ہونے کی دلیل کیا ہے؟ ۲-ہر سورۃ کے آخر میں وقف کا کیا حکم ہے؟ ۳-لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکری میں الصلوۃ پر وقف کرنا کیسا ہے؟ ۴-وقالت النصاریٰ:المسیح ابن اللہ میں المسیح سے ابتدا کرنا کیسا ہے؟

وصیت

حدود شریعت کے پاسدار بنو کیونکہ حلال وحرام سب اللہ کی طرف سے ہے۔

انیسواں سبق

﴾وقف اور ابتدا (۲)﴿

کبھی کبھی تلاوت کرنے والے کو کھانسی آتی ہے سانس رکنے لگتی ہے تو وہ وقف پر مجبور ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس کے لئے کسی بھی کلمہ پر وقف کرنا درست ہے مگر ابتدا کے لئے اس کو اعادہ کرنا ہوگا۔ اور کبھی استاد شاگرد کو آزماتا ہے چنانچہ کسی غیر محل میں وقف کرتا ہے پھر اس کلمہ کا اعادہ کرتا ہے۔

کلمہ کے درمیان میں وقف کرنا صریح غلطی ہے، وقف آخر کلمہ ہی پر کیا جائے گا۔ اس کے لئے مصحف عثمانی کے رسم الخط کا لحاظ ضروری ہے، خواہ وہ مروجہ رسم الخط سے مطابقت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

۱- مقطوع کلمات (جن کو الگ کر کے لکھا جاتا ہے) کے آخر پر اضطراراً (مجبوری میں) یا امتحاناً وقف کیا جا سکتا ہے، جیسے (إن ما) (یہ قرآن میں صرف ایک جگہ سورۃ الرعد آیت نمبر ۴۰ میں آیا ہے) کہ اِن پر وقف جائز ہے، اس طرح کے اور بھی کلمات ہیں، جیسے عما نهوا عنه (اعراف ۱۶۶)، وَمِنۢ مَّا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُم مِّن فَتَيَٰتِكُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ (نساء ۲۵)

۲- موصول کلمات (جن کو جوڑ کر لکھا جاتا ہے) میں دوسرے کلمہ کے آخر پر وقف کیا جائے گا، جیسے (وإما تخافن میں (ما) پر وقف کیا جائے گا کیونکہ رسم عثمانی میں دونوں (اِن، ما) کو ملا کر لکھا جاتا ہے۔ اس طرح کے اور بھی کلمات ہیں، جیسے عَمَّا يُشۡرِكُونَ،

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ۔

۳-اٰخرکلمہ میں جوحرف مدباقی ہو،اس کوباقی رکھا جائے گا،جیسے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اِنْ جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ، میں یٰاَیُّھَا وقف کی صورت میں مدکوباقی رکھاجائے مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مطابق اس طرح کےاوربھی کلمات ہیں،جیسے وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ، یہاں الف تثنیہ پروقف کیا جاسکتا ہےاگرچہ کہ وصل کی صورت میں اسے حذف کردیا جائے گا۔اسی طرح فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ میں۔

۴-جومحذوف ہواسے حذف رہنے دیا جائے گا یَوْمَ یَأْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ میں یَأْتِ۔

۵-تاءتانیث اگرمدورہ(گول)ہوتواس پروقف کی صورت میں(ۃ)یعنی ھ پڑھا جائے گا،جیسے مسکرۃ،ربوۃ اوراگرتاءمبسوطہ(لمبی)ہوتواس کووقف کی صورت میں تاءہی پڑھاجائے گا۔جیسے رحمت،نعمت،لعنت

علامات وقف

م=وقف لازم۔لا=وقف ممنوع۔ج=وقف جائز(وصل بھی کرسکتے ہیں)۔صلی= وقف جائز(وصل بہتر ہے)۔قلی=وقف جائز(وقف بہتر ہے)

= یہ علامت وقف معانقہ کے لئے ہے،اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک پروقف کیا جائے تودوسرے پروقف کرنادرست ہوگا،جیسے ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين۔ط=وقف مطلق،اس پرعلماءکااتفاق ہے کہ یہاں وقف کرنااوراس کے بعد سے ابتداکرنابہتر ہے۔

ح-وقف حسن۔ص=وقف رخص (ضرورتاً وقف کیا جاسکتا ہے)۔ق=وقف ضعیف(اسکوعلماءنےپسندنہیں کیاہےاسلئے یہاں وصل بہتر ہے)۔

س-سکتہ۔قف = وقف مستحب (وصل کی بھی گنجائش ہے) ز = وقف اور وصل دونوں جائز ہیں مگر وصل اولیٰ ہے۔ک- سابق کے حکم کی علامت ہے (اس سے پہلے وقف ہوا ہو تو یہاں بھی وقف ہے)۔

سکتہ کی علامت پر آواز توڑیں، سانس نہ توڑیں۔قرآن میں چار سکتہ واجب ہیں۔

(۱)من مرقدنا ؔ ھذا۔ (۲)من ؔ راق۔

(۳) عوجا ؔ قیما۔(۴)بل ؔ ران۔

(۱)اور وصل ہوا ہو تو یہاں بھی وصل کیا جائے گا۔

ع = کوفی گنتی میں عشر (دسواں حصہ) ختم ہونے کی علامت۔عب = بصری گنتی میں عشر (دسواں حصہ) ختم ہونے کی علامت۔ھ = کوفی گنتی میں خمس (پانچواں حصہ) ختم ہونے کی علامت۔خب = بصری گنتی میں خمس (پانچواں حصہ) ختم ہونے کی علامت۔لب = اس بات کی علامت ہے کہ بصری گنتی کے مطابق خط کشیدہ ہر آیت کا اختتام نہیں ہے۔تب = بصری گنتی میں آیت کے اختتام کی علامت۔ب = حزب کے اختتام کی علامت۔ف = نصف حزب کے اختتام کی علامت۔

یہ اہم علامات ہیں اور کچھ دیگر علامات قرآن کے آخر میں درج ہوتی ہیں۔

خلاصہ

وقف کے لئے مصحف عثمانی کا لحاظ ضروری ہے خواہ وہ مروجہ رسم الخط کے موافق ہو یا نہ ہو، چنانچہ مقطوعہ کلمات پر مجبوری یا امتحان کی خاطر وقف کیا جا سکتا ہے اور موصولہ کلمات کے آخر ہی میں وقف کیا جائے گا۔کلمہ کے آخر میں جو حرف مد باقی ہو اسے باقی رکھیں گے اور جو محذوف ہو اسے محذوف رکھیں گے۔تاء وقف کی شکل میں ہمزہ ہو جائے گی اور تاء

مبسوطہ تاء ہی رہے گی۔

مشق

۱-رحمت، امرأت، عم، ربوۃ۔ من ما پر اضطراراً یا امتحاناً وقف کرنے کی کیا شکل ہوگی؟
۲-(م، ج، صلی، قلی، س) مذکورہ علامات کا کیا مطلب ہے؟
۳-**ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين** پر کس طرح وقف کریں گے؟

وصیت

اللہ کی شریعت کو برپا کرنے کے لئے اپنا تن، من، دھن سب قربان کردو۔

بیسواں سبق

(تکبیر اور ختم قرآن)

سورۃ الضحیٰ کے آغاز یا اختتام سے سورۃ الناس کے آغاز یا اختتام تک تکبیر پڑھنا مستحب ہے، قراء کا اس پر عمل رہا ہے کیونکہ ختم قرآن کے وقت ذکر الٰہی سے لذت یابی کی بنا پر عظمت و فخامت کا مقام ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ بسم اللہ سے پہلے اللہ اکبر کہہ لیں بعض نے **لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ** بھی روایت کیا ہے۔

ختم قرآن کے وقت سورہ ناس کے ساتھ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی **اَلْمُفْلِحُوْنَ** تک تلاوت مسنون عمل ہے تا کہ تلاوت کا سلسلہ باقی رہے اور خیر کا تسلسل قائم رہے۔

ختم قرآن سے فراغت کے بعد دعا کرنا مستحب ہے، حدیث پاک میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص تلاوت کرتا ہے اس کی ایک دعا قبول ہوتی ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو دنیا ہی میں حاصل کر لے اور چاہے تو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا لے، حضرت ابن مسعودؓ جب ختم قرآن فرماتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا کرتے اور وہ ان کی دعا پر آمین کہتے۔

ختم قرآن کے وقت حضورؐ سے چند دعائیں منقول ہیں:۔

" اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ بِالْقُرْاٰنِ، وَاجْعَلْهُ لِىْ إِمَامًا وَّهُدًى وَّنُوْرًا

وَّرَحْمَةً، اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ، وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ، وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ آنَاءَ اللَّيْلِ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ"۔

(ترجمہ) اے اللہ! اس قرآن کے ذریعہ مجھ پر رحم فرما، اس کو میرے لئے امامت، ہدایت، روشنی اور رحمت کا سامان بنا، اے اللہ، میں اس میں سے جو بھول گیا وہ مجھے یاد کرادے اور جس سے میں ناواقف ہوں، وہ مجھے سمجھادے، شب و روز کے مختلف اوقات میں اس کی تلاوت کی توفیق بخش اور اس کو میرے لئے حجت بنادے۔

دنیا و آخرت کی خیر کی جامع یہ دعا بھی آپؐ سے منقول ہے:-

"اَللّٰهُمَّ إِنَّا عَبْدُكَ، وَأَبْنَاءُ عَبِيْدِكَ، وَأَبْنَاءُ إِمَائِكَ، نَاصِيَتُنَا بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيْنَا حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيْنَا قَضَاؤُكَ، نَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ، سَمَّيْتَ نَفْسَكَ، أَوْأَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْعَلَّمْتَهٗ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قُلُوْبِنَا وَنُوْرَأَبْصَارِنَا وَشِفَاءَ صُدُوْرِنَا وَجَلَاءَ أَحْزَانِنَا وَذَهَابَ هُمُوْمِنَا وَغُمُوْمِنَا وَسَائِقَنَا وَقَائِدَنَا إِلَيْكَ وَإِلٰى جَنَّاتِكَ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ، وَدَارِكَ دَارِ السَّلَامِ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں اور بندیوں کے اولاد ہیں، ہماری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے، تیرا ہی حکم ہم میں جاری ہے، تیرا فیصلہ ہمارے سلسلے میں عدل پر مبنی ہے، ہم تجھ سے تیرے ہر اس اسم کا تجھے واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہو، یا اپنی کتاب میں اتارا ہو، یا اپنی مخلوقات میں سے کسی کو سکھایا ہو، یا اسے علم غیب کے ساتھ مخفی رکھا ہو، یہ دعا کرتے ہیں کہ تو قرآن مجید کو ہمارے دلوں کی بہار، ہماری

نگاہوں کی روشنی، ہمارے دلوں کی شفا، ہمارے غموں اورافکاروہموم کی دوری کاذریعہ بنااور اس قرآن کو ہمارے لئے اپنی اوراپنی نعمتوں والی جنتوں اور سلامتی والے گھر کی طرف لانے کا سبب بنا اپنے ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیکوکاروں کے ساتھ جن پر تونے اپنی نعمتوں کافیضان جاری کیا، اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے، ان دعاؤں کوقبول فرمالے۔

پھراس پراپنی دعاکوختم فرماتے:- سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ۔ (ترجمہ) تیرے عزت والے رب کی ذات اس سے پاک ہے جو وہ کہتے ہیں، تمام انبیاء پر سلامتی ہو، ساری تعریفیں کائنات کے مالک اللہ تعالیٰ ہی کے لئے زیبا ہیں۔

خلاصہ

ختم قرآن کے وقت سورۂ والضحیٰ سے سورۂ ناس تک اَللّٰهُ أَكۡبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الۡحَمۡد کہنا مستحب ہے، ختم کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی الۡمُفۡلِحُوۡن تک تلاوت مسنون ہے، پھر ماثورہ دعائیں اوراپنی خواہش کے مطابق دعا کرنا چاہئے۔

مشق

۱-کس سورۃ سے تکبیر کا آغاز کیا جائے گا؟

۲-ماثورہ تکبیر کے الفاظ کیا ہیں؟

۳-تکبیر کیوں مشروع ہے؟

۴-ختم قرآن کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کیوں سنت ہے؟

۵-اہم ماثورہ دعائیں کیا ہیں؟

وصیت

کثرت سے استغفار، توبہ اور دعا کرتے رہئے اوراپنی زبان کوذکرالٰہی سے تر رکھئے۔

اکیسواں سبق

﴿قرأت سبعہ اور عشرہ اوران کے رواۃ﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔'' علماء سے اس کی بہت سی تشریحات منقول ہیں جن میں مشہور یہ ہیں۔ان سے عربوں کے مختلف لہجے مراد ہیں۔قراء سبعہ حروف سبعہ تو نہیں اس کا جزء ضرور ہیں۔

سات اور دس قرائتیں ائمۂ سلف سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔ان میں تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے،اگر کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو وہ قرآن میں شمار نہیں ہوگی،عبادت کے نیت سے اس کی تلاوت درست نہیں ہوگی،اور اسے شاذ قراءت شمار کیا جائے گا۔

صحیح قرأت کی شرائط یہ ہیں:-(۱) نبی کریمؐ سے تواتر کے ساتھ منقول ہو(۲) مصحف عثمانی کے مطابق ہو(۳) عربی زبان کے قواعد کے بہر صورت موافق ہو۔علم قرأت سبعہ وعشرہ ہر ایک پر لازم نہیں البتہ فرض کفایہ ہے جس سے علم کی حفاظت ہوتی ہے۔

معتبر سات قراء کرام کا تعارف درج ذیل ہیں:-

(۱) ابن عامر (عبداللہ یحصبی) ۱۱۸ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ان کے دو مشہور راوی ہیں(۱) ہشام۔(۲) ابن ذکوان۔

(۲) ابن کثیر (عبداللہ بن کثیر داری) ۱۲۰ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ان کے دو مشہور راوی ہیں(۱) بزی۔ (۲) قنبل

(۳) عاصم (ابوبکر عاصم بن ابی النجو داسدی) ۱۲۷ھ میں کوفہ میں انتقال ہوا۔ ان کے دو مشہور راوی ہیں۔ (۱) شعبہ (۲) حفص

(۴) ابوعمرو (زبّان بن العلاء بن عمار بصری) ۱۵۴ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے دو مشہور رواۃ ہیں (۱) دوری۔ (۲) سوسی

(۵) حمزہ (ابوعمارہ حمزہ بن حبیب الزیات کوفی) ۱۵۶ھ میں حلوان میں وفات ہوئی۔ ان کے دو مشہور راوی ہیں (۱) ابوالحارث۔ (۲) دوری۔

(٦) نافع (نافع بن عبدالرحمان بن ابونعیم مدنی) ۱٦۹ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ ان کے دو مشہور راوی ہیں۔ (۱) قانون (۲) ورش۔

(۷) کسائی (ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی نحوی) ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا، ان کے دو مشہور راوی ہیں (۱) ابوالحارث۔ (۲) دوری۔

مندرجہ بالا شرائط مزید قراءتوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ان کے قراء کا تعارف یہ ہے:-

(۸) ابوجعفر (یزید بن قعقاع قاری) ۱۳۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے دو مشہور راوی ہیں (۱) ابن وردان۔ (۲) ابن جماز۔

(۹) یعقوب (ابومحمد یعقوب بن اسحاق حضری) ۲۰۵ھ میں وفات پائی۔ ان کے دو مشہور راوی ہیں (۱) رویس۔ (۲) روح۔

(۱۰) خلف (ابومحمد خلف بن ہشام بن ثعلب) ۲۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے دو مشہور رواۃ ہیں (۱) مروزی (۲) بغدادی۔

خلاصہ

قراءت صحیحہ کی تین شرائط ہیں:- (۱) تواتر کے ساتھ منقول ہو۔ (۲) مصحف عثمانی کے مطابق ہو۔ (۳) عربی زبان کے قواعد کے خلاف نہ ہو۔

سات قراء کے اسماء یہ ہیں:-ابن عامر،ابن کثیر،عاصم،ابوعمرو،حمزہ،نافع،کسائی۔
دیگر تین قراء کے اسماء اس طرح ہیں:-ابوجعفر،یعقوب،خلف

مشق

۱-قرأت صحیحہ کی شرائط کیا ہیں؟
۲-قرأت شاذہ کی صورت میں نماز درست ہے؟
۳-کیا حروف سبعہ ہی قراءت سبعہ ہیں؟
۴-امام حفصؒ کس کے راوی ہیں؟
۵- کیا ۷ کے علاوہ دیگر ۳ قراءتوں سے نماز درست ہوسکتی ہے؟

وصیت

فن تجوید اور قرأت کے ماہرین سے ان علم کے حصول کا شوق پیدا کرو۔

خاتمہ

﴿پانچ سکتے اور سات الف﴾

تلاوت کرنے والے کے لئے مزید تلاوت کے ارادہ کی بنا پر بغیر سانس توڑے درج ذیل چار الفاظ پر سکتہ کرنا بہتر ہے۔ وہ الفاظ درج ذیل ہیں:-

۱- وَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا (سورۂ کہف) ۲- مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا (سورۂ یٰس) ۳- وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ (سورۃ قیامہ) (٤) كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ (سورۂ مطففین) (٥) مَا لِيَهْ ۜ هَلَكَ (سورۂ حاقہ)

اسی طرح درج ذیل الفاظ کے آخر میں واقع ہونے والے الف کو تحریر (لکھنے) اور وقف کی حالت میں باقی رکھنا ضروری ہے، البتہ وصل کی صورت میں محض لفظاً حذف کرنا واجب ہوگا۔

۱- أنا (جہاں بھی قرآن میں آئے)

۲- لٰكِنَّا	لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (الكهف)
۳- اَلظُّنُوْنَا	وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا (الأحزاب)
٤- الرَّسُوْلَا	وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (الأحزاب)
٥- السَّبِيْلَا	فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (الأحزاب)
٦- قَوَارِيْرَا	كَانَتْ قَوَارِيْرَا (الإنسان)
۷- سَلَاسِلَ	إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلَاسِلَ (الإنسان)

وقف کی صورت میں سلاسل بھی پڑھ سکتے ہیں۔